بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Regd. No. P/GDP- 6.

Phone No 35.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

AHMADIYYA MUSLIM CENTENARY 1889 1989

خصوصی اشاعت

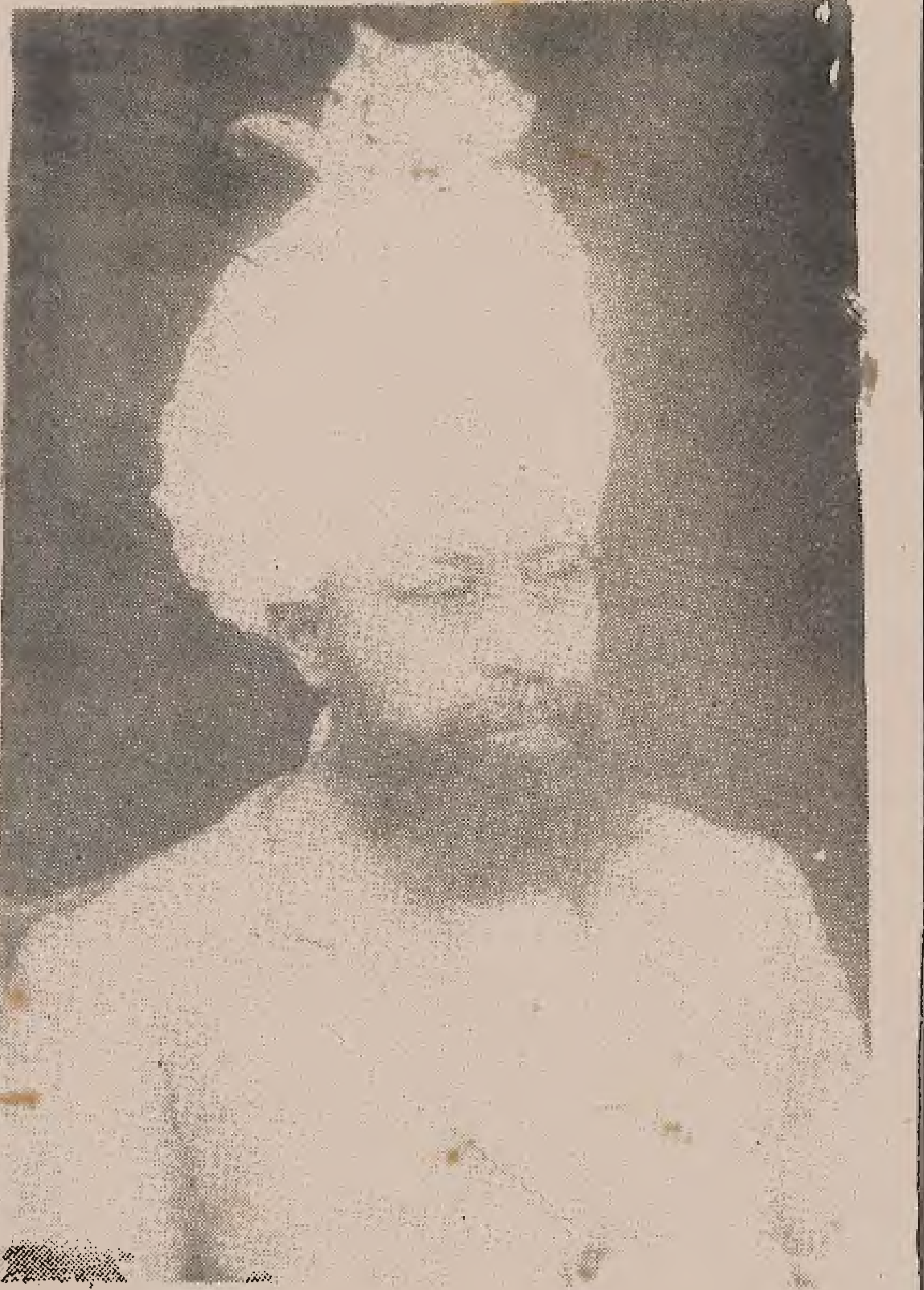

شبیہ مبارک سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پُر عظمت پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو تولد ہوئے اور ایک طویل عمر پاکر اپنے پُر شوکت کارناموں کو انجام دیتے ہوئے علوم ظاہری وباطنی کے ایسے خوشنما خزانے اُنڈیل گئے ہیں کہ مخلوقِ خدا ان بیش قیمت خزانوں سے قیامت تک اِستفادہ کرتی رہے گی ؎

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
مِلت کے اِس فدائی پہ رحمت خُدا کرے

(کلامِ محمودؓ) (ایڈیٹر)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

صد سالہ جشنِ تشکر کا

مُصلح موعودؓ نمبر

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اداریہ

صد سالہ جشنِ تشکر کا سال ۔ اور ۔ پیشگوئی مصلح موعود کی اعلیٰ و ارفع شان

سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عظیم الشان پیشگوئی بیان فرمائی تھی کہ ـــ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ ۔ (مشکوٰۃ) ـــ یعنی حضرت مسیح محمدی علیہ السلام دنیا میں آکر شادی کریں گے، اُن کے بچے بھی ہوں گے ۔ اس حدیث نبوی کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ :-

" حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح موعود آکر شادی کریں گے اور اُن کی اولاد بھی ہوگی ۔ اس میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں خدا تعالیٰ ایک جلیل القدر اور صالح فطرت فرزند عطا فرمائے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اور خدا تعالیٰ کے معزز اور مکرم بندوں میں سے ہوگا " ۔ (ترجمہ عربی از آئینہ کمالات اسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کے لئے اپنے وعدوں کے مطابق مبعوث فرمایا ۔ چنانچہ حضور نے اپنے اس مقدس مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے ہوئے چلہ کشی کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک فرزند ارجمند مصلح موعود کی بشارت دی جس کا ایک حصہ "بدر" کی اسی اشاعت کے صفحہ پر درج ہے ۔ اس پیشگوئی کی عظمت اور ۹ سال کے اندر اس کے ظہور کے متعلق حضورؑ نے جو تحدی بیان فرمائی اس کے مزید چند اقتباسات درج ذیل ہیں ۔ فرمایا :-

" مفہوم پیشگوئی کا اگر بنظر یکجائی دیکھا جاوے تو ایسا بشری طاقتوں سے بالاتر ہے جس کے نشان الٰہی ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں رہ سکتا ۔ اور اگر شک ہو تو اسی قسم کی پیشگوئی جو ایسے ہی نشانات پر مشتمل ہو پیش کرے ۔ اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے ۔ جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے " ۔
(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰)

" جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو ۹ برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا ۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی خبر جو ایسے خاص اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے ۔ اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے ۔ نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے " ۔
(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۴)

" وہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا ۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں " ۔
(سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۶ء)

" میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پذیر ہوگا ۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزّوجلّ اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرے " ۔
(اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مَہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اِک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
(دُرِّ ثمین)

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو یہ پیشگوئی نشر ہوئی تھی ۔ الہامی میعاد نو (۹) سال کے اندر سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو تولد ہوئے ۔ ۱۹۱۴ء میں آپ خدائی تصرف کے مطابق مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور پھر ۵-۶ جنوری کی درمیانی شب اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ آپ کو بتادیا کہ آپ ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں ۔ اس پر آپ نے اپنے حلفیہ بیان میں فرمایا :-

" آج میں اس جلسہ میں اسی واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے ...... یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا " ۔
(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت زمین کے کناروں تک احمدیت پھیل گئی ۔ حضورؓ کا وصال ۱۹۶۵ء میں ہوا ۔ لیکن حضور انورؓ نے اپنے پیچھے جو اپنا معرکۃ الآراء لٹریچر اسلام کی تائید اور غلبۂ اسلام کے لئے چھوڑا ہے وہ حضورؓ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کا زندہ جاوید ثبوت ہے جو قیامت تک اپنی نرالی شان سے قائم رہے گا ۔

بہرحال اسلام اور احمدیت کی صداقت کا یہ ایک ایسا پُروقار نشان اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا فرقان ہے کہ دورِ حاضر میں اس کی نظیر نہیں ملتی ۔ حضورؓ کا مقدس وجود تاریخ اسلام کا ایک پُروقار سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ آپؓ اپنے منظوم کلام میں کیا ہی خوب فرماتے ہیں کہ ؎

وہ بوجھ اُٹھا نہ سکے جس کو آسمان و زمیں
اُسے اُٹھانے کو آیا ہوں کیا عجیب ہوں میں
میری طرف چلے آئیں مریضِ رُوحانی
کہ اُن کے دردوں دُکھوں کے لئے طبیب ہوں میں
(کلامِ محمودؓ)

(عبد الحق فضل)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں ۔ الحمد للہ ۔

احباب کرام دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازئ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے تواتر سے دعائیں جاری رکھیں ۔

ہفت روزہ بدر قادیان
صد سالہ جشن تشکر
ـــ کا ـــ
مصلح موعودؓ نمبر
بابت
۱۸ رجب ۱۴۱۰ ھ
۱۵ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش
۱۵ فروری ۱۹۹۰ء
جلد : ۳۹ | شمارہ : ۶

شرحِ چندہ

سالانہ	۶۰ روپے
ششماہی	۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک	۲۵۰ روپے
فی پرچہ	۲۵-۱ روپیہ
خاص نمبر	۳ روپے

منیر احمد حافظ آبادی ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔
:- پرو پرائیٹر :-
نگران بورڈ بدر
قادیان

نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا

پیشگوئی دربارہ مُصلح موعود

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کو عطا ہونے والا قدرت، رحمت اور قربت کا روشن نشان

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام "مُصلح موعود" کے بارہ میں عظیم الشّان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا۔ اور تیری دُعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مُبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفّر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اُس کی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدّس رُوح دی گئی ہے۔ اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مُبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مُبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مُبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا مُوجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا مُوجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء ص ۳)

صد سالہ جشن تشکر

مُبارک

۱۸۸۹ء ۱۹۸۹ء

فضل خدا کا سایہ تم پر رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک، ہر شب بخیر گزرے

از طرف - لجنہ اماء اللہ - کراچی

واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پُرشوکت اعلان

"خدا تعالیٰ نے ایسے غیب سے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ ہماری جماعت آپ ہی آپ مختلف ممالک میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اور وہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ میرے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ آپ لوگوں نے دیکھ لیا کہ یہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کے متعلق فرمائی تھی کس شان کے ساتھ پوری ہوئی...... اس سال (۱۹۴۴ء) کے شروع میں ۵ اور ۶ جنوری کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ بتا دیا کہ میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا۔ اور میرے ذریعہ ہی دور دراز ملکوں میں خدائے واحد کی آواز پہنچے گی۔ میرے ذریعہ ہی شرک کو مٹایا جائے گا...... خصوصاً مغربی ممالک جہاں توحید کا نام مٹ چکا ہے وہاں میرے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ توحید کو بلند کرے گا۔ اور شرک اور کفر کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے گا۔ تب جبکہ خدا نے مجھے یہ خبر دے دی میں نے اس کا دنیا میں اعلان کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ آج میں اس جلسہ میں اسی واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا۔ کہ خدا نے اسی شہر لاہور میں...... یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعے اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا...... اس پیشگوئی کی صداقت پر وہ لاکھوں لوگ گواہ ہیں جو میرے ذریعہ اسلام پر قائم ہوئے۔ جو میرے ذریعہ توحید پر قائم ہوئے۔ جو میرے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کے والہ و شیدا بنے۔ عیسائی اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی...... خدائے علیم و خبیر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ تیرا ایک بیٹا ہوگا اور وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ انگلستان اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سپین اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اٹلی اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ برلن اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ہنگری اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ البانیہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یوگوسلاویہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ پولینڈ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ زیکوسلواکیہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شمالی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جنوبی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سیرالیون اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ گولڈ کوسٹ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ نائیجیریا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مصر اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کینیا کالونی اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یوگنڈا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ زنجبار اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ٹانگانیکا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سیلون اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ماریشس اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ فلسطین اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شام اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ روس اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ چین اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جاپان اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سماٹرا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جاوا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ملایا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ بورنیو اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ایران اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کابل اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ہندوستان کا گوشہ گوشہ گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔

دنیا میں کونسا ایسا انسان ہے جو دلوں کو فتح کر سکے۔ یا وہ کونسا ایسا انسان ہے جو لوگوں کو اس عظیم الشان قربانی پر آمادہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ہی ہاتھ تھا جس نے دنیا میں اس قدر تغیرات پیدا کئے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ہی ہاتھ تھا جس نے لوگوں کے دلوں کو کھینچا اور انہیں اسلام کے لئے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو قربان کرنے کے لئے آمادہ کیا۔"

(الفضل ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء)

احمدیوں کے لئے دعائیہ اشعار

از افاضات سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے — حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے
توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے — ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے
بڑھ جائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے — سرزد نہ ہو کوئی بھی شرارت خدا کرے
حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے — حاصل ہو مصطفےٰؐ کی رفاقت خدا کرے
مٹ جائے دل سے زنگِ رذالت خدا کرے — آجائے پھر سے دورِ شرافت خدا کرے
مل جائیں تم کو زہد و امانت خدا کرے — مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے
بڑھتی رہے ہمیشہ ہی طاقت خدا کرے — جسموں کو چھو نہ جائے نقاہت خدا کرے
مل جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے — چمکے فلک پہ تارۂ قسمت خدا کرے
ٹل جائے جو بھی آئے مصیبت خدا کرے — پہنچے نہ تم کو کوئی اذیت خدا کرے
منظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے — مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے
سن لے ندائے حق کو یہ امت خدا کرے — پکڑے بزور دامنِ ملت خدا کرے
چھوٹے کبھی نہ جامِ سخاوت خدا کرے — ٹوٹے کبھی نہ پائے صداقت خدا کرے
راضی رہو خدا کی قضا پر ہمیش تم! — لب پر نہ آئے حرفِ شکایت خدا کرے
احسان و لطفِ عام رہے سب جہان پر — کرتے رہو ہر اک سے مروت خدا کرے
گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب — پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خدا کرے
بدیوں سے پہلو اپنا بچاتے رہو مدام — تقویٰ کی راہیں طے ہوں نجابت خدا کرے

سننے لگے وہ بات تمہاری بذوق و شوق
دنیا کے دل سے دور ہو نفرت خدا کرے

اخلاص کا درخت بڑھے آسمان تک — بڑھتی رہے تمہاری ارادت خدا کرے
پھیلاؤ سب جہان میں قولِ رسولؐ کو — حاصل ہو شرق و غرب میں سطوت خدا کرے
پایاب ہو تمہارے لئے بحرِ معرفت — کھل جائے تم پہ رازِ حقیقت خدا کرے
اٹھتا رہے ترقی کی جانب قدم ہمیش — ٹوٹے کبھی تمہاری نہ ہمت خدا کرے
تبلیغِ دین و نشر و ہدایت کے کام پر — مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
سایہ فگن رہے وہ تمہارے وجود پر — شامل رہے خدا کی عنایت خدا کرے
زندہ رہیں علوم تمہارے جہان میں — پائندہ ہو تمہاری لیاقت خدا کرے
سو سو حجاب میں بھی نظر آئے اس کی شان — تم کو عطا ہو ایسی بصیرت خدا کرے
ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ — ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے
قرآنِ پاک ہاتھ میں ہو دل میں نور ہو — مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے
دجال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو — حاصل ہو تم کو ایسی ذہانت خدا کرے
پرواز ہو تمہاری نہ افلاک سے بلند — پیدا ہو بازوؤں میں وہ قوت خدا کرے
بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب — بڑھتا رہے وہ نورِ نبوت خدا کرے
قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں — ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے
تم ہو خدا کے ساتھ خدا ہو تمہارے ساتھ — ہوں تم سے ایسے وقت میں رخصت خدا کرے

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم سید ذبیح احمد صاحب کو نمائندہ بدر کٹک مقرر کیا جاتا ہے احبابِ جماعت کٹک سے درخواست ہے کہ موصوف سے کما حقہ، تعاون فرمائیں۔

خطبہ جمعہ

حقیقی ایمان تو ایک بہت ہی وسیع مضمون ہے یہاں اس مضمون کا خلاصہ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک ایسی ذات تھے جن پر جو نور اتارا گیا آپ کے جسم میں اس طرح تحلیل کر گیا کہ آپ گویا مجسم نور ہو گئے اور اس مضمون کو قرآن کریم نے بارہا بیان فرمایا کہ ہم نے تم پر ایسا رسول نور کی تصویر میں اتارا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹ صلح (جنوری) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر PS لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(سورۃ الحدید: آیت ۲۹)

پھر فرمایا:-

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں تمہیں اپنی رحمت سے دہرا حصہ عطا فرمائے گا۔ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا۔ اور تمہارے لئے ایک عظیم الشان نور تیار فرمائے گا۔ تَمْشُونَ بِهِ۔ جس کی روشنی میں تم چلو گے۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ۔ اور وہ تم سے بخشش کا سلوک فرمائے گا۔ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں سب سے پہلی بات جو نظر کو پکڑتی ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ خطاب مومنوں سے ہے لیکن پہلی نصیحت یہ فرمائی گئی کہ اللہ کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں، ان کو یہ کہنا کہ ایمان لے آؤ کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن جب انسان اس پر مزید غور کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ایمان لانے والے حقیقت میں ایمان نہیں لائے ہوئے ہوتے اور محض زبان کا ایمان ان کو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ اب یہاں حقیقی ایمان کی بات ہو رہی ہے کہ تم نے ایک منزل تو طے کر لی۔ تم نے اعلان کر دیا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو لیکن محض یہ کافی نہیں۔

اب تمہیں ایمان کی روح کو اختیار کرنا پڑے گا

ایمان میں ڈوبنا ہوگا اور اس فائدے کی تلاش کرنی ہوگی جو ایمان کے نتیجے میں لازماً عطا ہوتا ہے اور وہ فائدہ جس کا بعد میں ذکر فرمایا گیا، وہ حقیقی ایمان اور غیر حقیقی ایمان کے درمیان تمیز کر کے دکھاتا ہے اور ایسی روشن تمیز کرتا ہے کہ اس کے نتیجے میں کسی ابہام، کسی شک کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اس مضمون کے مناسب سے بہت ہی خوبصورت جواب اس کا دیا گیا۔ فرمایا: يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ۔ تم دو دفعہ ایمان لاؤ، خدا تم پر دو ہی رحمتیں کرے گا۔ پہلے ایمان کے نتیجے میں بھی تم پر رحمت فرمائے گا، اسے ضائع نہیں ہونے دے گا اور اس دوسرے ایمان کے نتیجے میں جو حقیقی ایمان ہوگا۔ جو ایمان کی روح کو سمجھنے کے نتیجے میں نصیب ہوتا ہے، تم پر خدا دوہری رحمتیں نازل فرمائے گا اور نتیجہ یہ نکلے گا مزید کہ يَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ۔ اس ایمان کی علامت یہ ہے اور خدا تعالیٰ کے دوہرے فضل کی علامت یہ ہے کہ تمہیں ایک نور عطا ہوگا جس کے ذریعے تم دیکھنے لگ جاؤ گے، تمہارے رستے روشن ہو جائیں گے تمہاری زندگی کی ہر راہ تم پر اس طرح واضح ہو جائیگی کہ اس میں تم ٹھوکروں سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ پس یہ وہ فرق ہے جو مومن کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص ایمان لاتا ہے تو اگرچہ ہمیں یہ کہنے کا حق نہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ ظاہری ایمان ہے، حقیقی ایمان نہیں، مگر قرآن کریم نے ہر ایسے دعویدار کے لئے ایک علامت کھول کر بیان فرما دی اور ہر شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے یہ پہچاننے کی استطاعت رکھنے لگ گیا یعنی اس آیت کی روشنی میں کہ آیا میرا ایمان حقیقی ایمان ہے یا نہیں جس کے نتیجے میں میں دوہری رحمتوں کا مستحق قرار دیا جاؤں اور پہچان کتنی واضح ہے۔

نور عطا ہوگا۔

ایسا نور جو تمہاری راہیں ——— تمہارے لئے واضح فرما دے گا اور تم اندھوں کی طرح اندھیرے میں ٹٹولتے ہوئے نہیں چلو گے بلکہ تمہیں صاف رستے دکھائی دینے لگ جائیں گے۔ یہ جو عرفان کا دوسرا جلوہ ہے یہ اسی حقیقی ایمان کے نتیجے میں نصیب ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر مومن کی زندگی مکمل نہیں ہوتی اور درحقیقت مومن کا ایمان اسے کوئی بھی فائدہ نہیں دیتا اگر وہ نور کی تلاش نہ کرے اور نور کو حاصل نہ کرے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس مضمون کو ادل بدل کر مختلف پہلوؤں سے اس حیرت انگیز صفائی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اس کا کوئی پہلو بھی ادجھل نہیں رہتا اور جب ذکر نور کا چل رہا ہو جو روشنی ہے تو پھر کسی پہلو کے ادجھل رہنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ نور تو اندھیروں کو دور کرنے والا ہے۔ نور کا ذکر ہو تو کیسے ممکن ہے کہ کچھ شبے کی گنجائش باقی رکھی جائیں۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم اپنے رستے دیکھنے لگ جاؤ گے۔ اپنی زندگی کے ہر عمل کے لئے تمہیں یہ روشنی نصیب ہو جائے گی کہ درست یہ بات ہے اور غلط یہ بات

ہے۔ اس کے بعد فرمایا: وَيَغْفِرْ لَكُمْ۔ تمہیں پھر خدا تعالیٰ بخشے گا اور تم سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ مغفرت کا سلوک نور کے عطا ہونے کے بعد ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ انسان کو کھرے اور کھوٹے کی تمیز عطا ہو جائے۔ باوجود اس کے کہ اس کو وہ روشنی نصیب ہو جائے جس کے ذریعے وہ اپنی راہوں کو دیکھنے لگ جائے پھر بھی اس کا نفس اسے غلطیوں پر مجبور کرتا رہتا ہے اور وہ بعض دفعہ جان بوجھ کر دیکھتے ہوئے بھی ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ اپنی اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے رستہ دیکھتے ہوئے اس پر چل نہیں سکتا۔ اور اس سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ پس ایسے موقعہ پر لازماً بخشش کا مضمون شروع ہو جاتا ہے اور ایسا شخص جسے خدا نور عطا کرتا ہے، اس نور کے بعد اگر اس سے کچھ غلطیاں ہوں تو بخشش کا بھی سلوک فرماتا ہے اور درگذر فرماتا ہے لیکن یہاں بخشش کا مضمون صرف ان معنوں میں نہیں ہے کہ وہ کوتاہیاں کرتا چلا جائے اور خدا تعالیٰ بخشتا چلا جائے بلکہ ان معنوں میں ہے کہ نور کے عطا ہونے کے بعد جو مجبوری کی کمزوریاں ہیں۔ جو مجبوری کی غفلتیں ہیں ان سے اللہ تعالیٰ درگذر فرمائے گا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، قرآن کریم نے اس مضمون کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور اس مضمون کو آج میں آپ کے سامنے

دعوت الی اللہ

کے سلسلہ میں اور تربیت کے سلسلے میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ہر وہ شخص جو تربیت کرنے کا دعویدار ہے۔ ہر وہ شخص جو لوگوں کو ہدایت کی طرف اور خدا کی طرف بلانے کا ادعا کرتا ہے، اس کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ تعلیم جو وہ پیش کرتا ہے وہ نورانی ہو۔ کیونکہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ہر تعلیم جو خدا نے انبیاء کو عطا فرمائی وہ نور ہی کی تعلیم تھی لیکن وہ لوگ جنہوں نے اس نور کو اپنا کر اپنی ذات کے لئے اس نور سے حصہ نہیں پایا، وہ اس تعلیم سے کوئی بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى
نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ
تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ
تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ
فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام: آیت ۹۲)

کہ ان سے کہہ وہ کون سی ذات تھی جس نے وہ کتاب اتاری جو موسیٰ لے کر آیا نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ۔ وہ نور تھی اور لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب تھی۔ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ۔ تم نے اسے کاغذ بنا ڈالا یعنی کاغذوں کا سلوک کیا۔ محض تحریریں سمجھ کر ان کو پڑھتے رہے یا اپنے گھروں میں رکھتے رہے۔ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا۔ یعنی تحریریں تو تم ظاہر کرتے تھے اور لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ یہ ہماری روحانی کتاب ہے اس کتاب سے ہم نے نور حاصل کیا ہے۔ وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا۔ مگر اس کے بہت اچھے نورانی پہلو تھے انکو دبا دیتے رہے اس کے اچھے پہلوؤں سے صرف نظر کرتے رہے اُنکو نظر انداز کرتے رہے یا اس تعلیم کے بعض حصوں کو پیش کرتے تھے اور بعض حصوں کو چھپاتے رہے جو تمہیں مجرم کرتے تھے یہ دونوں معنی ہیں اس کے۔ اور جو تو میں نور دیکھ کر نور سے استفادہ نہ کریں، وہ نور ان پر گواہ ٹھہرتا ہے اور ان کو بتاتا ہے کہ تم ظلم کرنے والے ہو۔ اس زمانے کی تو میں بعض ہیں جن کو نور عطا ہوا انکو اس نور نے دکھا دیا کہ تم کہاں کہاں غلطی کر رہے ہو اور اس کے باوجود اس سے وہ صرف نظر کرتے رہے اور لوگوں سے وہ گواہیاں چھپاتے رہے جو دراصل اللہ کی ذات کے متعلق گواہیاں تھیں۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نور سے کسی قسم کا استفادہ نہیں کیا۔ پس یہ دو الگ الگ مضمون ہیں۔ ایک وہ کہ کسی کو نور عطا ہو جائے اور وہ عمداً جان بوجھ کر اغماض سے کام لے اور اس کی روشنی سے حتی المقدور استفادہ کی کوشش کرتا رہے اور اس کو اپنے دل کا نور عطا ہو جائے۔ ایسے شخص کے لئے مغفرت کا مضمون ہے اور وہ لوگ جو نور کو چھپا دیتے ہیں اور اس کی ان گواہیوں کو چھپا دیتے ہیں جو ان کے خلاف ہیں۔ ان کی قوت کے خلاف ہیں۔ اپنی آنکھیں بھی ان سے بند کر لیتے ہیں اور لوگوں پر بھی اس

تعلیم کو ظاہر نہیں ہونے دیتے اور اپنی کجی کی تائید میں آیات کے بعض ٹکڑے نکال کر وہ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جو اپنے مضمون سے الگ کر کے دوسرے معنوں میں پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ کجی کی کوئی تعلیم نور میں تو نہیں ملتی۔ تو فرمایا کہ ایسے لوگوں کے لئے تو کوئی بخشش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس حال میں چھوڑ دے گا کہ وہ اپنے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں گے۔ اور ان کو کچھ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ پس نور کا تعلیم کی صورت میں نصیب ہونا کافی نہیں بلکہ نور کا اپنی ذات کو عطا ہونا ضروری ہے۔ اور اس مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنے دل میں ایک نور پیدا کرتا ہے اس نور کے نتیجے میں پھر باہر کا نور اس کو عطا ہوتا ہے۔ بغیر اس اندرونی نور کے محض تعلیم کا نور اس کے لئے کوئی بھی فائدہ نہیں دیتا۔ تعلیم کے نور کی مثال سورج کی روشنی کی سی ہے جو جب نکلتا ہے تو سارے سے اس کرۂ ارض کو روشن کر دیتا ہے جب سورج طلوع ہوا ہے اور اس ساری فضاء کو روشنی سے بھر دیتا ہے لیکن وہ لوگ جن کو نور بصیرت عطا نہیں ہوتا وہ اسی طرح اندھیروں میں رہتے ہیں اور اس نور سے کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

پس قرآن کریم نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ اپنے نفس کے لئے نور حاصل کرو اور وہی نور ہے جو تم دوسروں کو عطا کرنے کے اہل ہو گے اگر دنیا کی اصلاح کے لئے نکلے ہو تو چراغ لے کر نکلو لیکن وہ چراغ نہیں جو تعلیم کی صورت میں ملتا ہے یعنی محض وہ چراغ لیکر نہیں بلکہ اپنے نفوس میں وہ چراغ روشن کرو جن کے ذریعے تم روشنی والے بن جاؤ اور تم دوسروں کو روشنی دکھانے کی اہلیت حاصل کرو لیکن فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جو خالصۃً اللہ سے نصیب ہوتی ہے اور اپنے طور پر انسان زبردستی حاصل نہیں کر سکتا۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ (سورۃ النور آیت: ۴۱) وہ شخص جس کو خدا نور عطا نہ کرے اس کے لئے کوئی نور نہیں ہے۔ پس اس پہلو سے وہ پہلی آیت جو میں نے تلاوت کی تھی وہ دعا کے طور پر ہمیں سکھائی گئی ہے اور ہمیں سمجھایا گیا ہے کہ خدا سے نور مانگا کرو کیونکہ خدا کی طرف سے عطا کردہ نور کے سوا اور کوئی نور میسر نہیں آ سکتا اور نور حاصل کرنے کا اور اس دعا کی قبولیت کا ذریعہ یہ بتایا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حقیقی ایمان لے آؤ۔

حقیقی ایمان تو ایک بہت ہی وسیع مضمون ہے

یہاں اس مضمون کا خلاصہ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ایک ایسی ذات تھے جن پر جو نور اتارا گیا وہ آپ کے جسم میں اس طرح تحلیل کر گیا کہ آپ گویا مجسم نور ہو گئے۔ اور اس مضمون کو قرآن کریم نے بارہا بیان فرمایا ہے کہ ہم نے تم پر ایسا رسول نور کی صورت میں اتارا ہے جو مجسم ذکر الٰہی ہے اور کئی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اسی طرح نور قرار دیا جس طرح قرآن کریم کو نور قرار دیا۔ اسی طرح نور قرار دیا جس طرح فرقان کو نور قرار دیا اور نور کا لفظ دونوں پر یکساں اطلاق کر کے یہ دکھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات میں خدا کا نور مجسم ہو گیا تھا۔ یہ تعلیم اس طرح کھول کھول کر بار بار قرآن کریم میں بیان ہوئی کہ مسلمانوں میں سے ایک فرقے کو ٹھوکر لگ گئی اور وہ ان بچگانہ بحثوں میں پڑ گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا جسم تھا بھی کہ نہیں کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ نور تھے۔ اور اتنا واضح نور کا لفظ آپ کی ذات پر قرآن کریم اطلاق فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے جو بچگانہ نظر سے اس تعلیم کو دیکھا وہ سمجھے کہ آپ کا جسم تھا ہی نہیں صرف ہی نور تھے اور جو کچھ بھی دکھائی دیتا تھا وہ محض ایک نظر کا دھوکہ تھا۔ ایک عکس تھا ورنہ حقیقت میں آپ کا کوئی جسم نہیں تھا۔ اس لئے یہ بحثیں اتنی عام ہو گئیں کہ آپ کا سایہ تھا کہ نہیں تھا۔ آپ کی جو ماہیت تھی وہ کس قسم کی تھی۔ اور ایک بہت بڑا فرقہ اس کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔ اور ایک دوسرا فرقہ ایسا ہے جس نے جسم پر زور دینا شروع کیا اور نور کے پہلو کو حقیقت میں نظر انداز ہی کر دیا۔ مقابلے پہ

اگر جسم پر اتنا زور دیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نور نہیں تھے اور محض بشر تھے۔ حالانکہ قرآن کریم یہ بتانا چاہتا ہے کہ آپ ایک ایسے بشر تھے جو نور بن گئے اور بشر کو نور میں تبدیل کرنے کے لئے وحی کی ضرورت ہے اور خدا سے تعلق کی ضرورت ہے۔ پس یہ جو مضمون ہے کہ خدا سے نور ملتا ہے۔ اس کو بھی قرآن کریم نے بیان فرمایا۔ جب فرمایا کہ:-

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۃ الکہف: آیت ۱۱۱)

ظاہر میں تم جیسا ہی بشر ہوں۔ پھر یہ اتنا فرق تم کیا دیکھتے ہو۔ یہ فرق وحی کا فرق ہے تمہارے جیسا بشر مگر ایسا بشر جس پر وحی نازل ہونے لگ گئی۔ پس بشریت کو نور میں تبدیل کرنے کے لئے وحی کی ضرورت ہے اور یہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی وساطت سے ہمیں نصیب ہوئی لیکن یہ جب تک ہمارے ذاتی نور میں تبدیل نہ ہو اس وقت تک ہم اندھے رہیں گے۔ اور اس کو ذاتی نور میں تبدیل کرنے کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرت کے مطالعہ کی ضرورت ہے اور آپ کی حقیقی پیروی کی ضرورت ہے ان معنوں میں آپ پر ایمان لانے کی ضرورت ہے کہ جس طرح آپ کی بشریت نور میں ڈھل گئی، اسی رستے پر چلتے ہوئے، انہیں طرق یا ان رستوں کو اختیار کرتے ہوئے میں بھی رفتہ رفتہ اس نور سے حصہ پانے لگ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم یہ کوشش کرو اور ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہیں وہ نور عطا کر دیں گے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بھی یہ نور خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ لیکن اس نور کے عطا کرنے کی شرط یہ ہے کہ نفس کے اندر ایک شعلہ نور پیدا ہو۔ اس کے بغیر یہ بیرونی نور جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے یہ عطا نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نور کی جو تفصیل بیان فرمائی اس کو اسی رنگ میں بیان فرمایا کہ آپ کے نفس کے اندر ایک نور تھا جو اتنا لطیف تھا کہ وہ خود بخود بھڑک اٹھنے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ ایسی صورت میں جب

آسمان سے شعلہ نور نازل ہوا تو نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ بن گیا۔

یہ نہیں فرمایا کہ اس کو بھڑکا دیا اور نور بنا۔ فرمایا نور تھا پہلے ہی۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ہوا ہے ایک نور پر ایک اور نور نازل ہوا ہے۔

پس اپنے نفوس کے اندر جب تک آپ کوئی شمعیں روشن نہیں کریں گے۔ آسمان سے نور نہیں اترے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح آپ کا وجود اندرونی طور پر لطافت اختیار کرتے ہوئے نور بن چکا تھا اور بھڑک اٹھنے پر تیار تھا یعنی ایسا نور جو تمام دنیا میں روشنی پیدا کر دے۔ یہ جو مثال دی ہے قرآن کریم نے یہ اس طرح کی مثال ہے جیسے SUPER NOVA کا ذکر سائنس میں ملتا ہے کہ بعض جو STARS ہیں اُن کے اندر RADIATION کی ایسی CONCENTRATION ہو جاتی ہے۔ غیر معمولی طور پر ایسا اجتماع ہو جاتا ہے اس ریڈیائی قوت کا کہ وہ بھڑک اٹھتے ہیں اور ستارے جو کہ وہ اتنی حیرت انگیز روشنی سے بھر دیتے ہیں کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کروڑوں اور اربوں سال تک وہ روشنی مسلسل پھیلتی چلی جاتی ہے اور دوسروں کو روشن کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ جو اچانک روشنی کا بھڑک اٹھنا ہے اس میں سائنس دان بتاتے ہیں کہ ایسی قوت ہے کہ بیس ارب سال پہلے جو روشنی بعض ستاروں کی بھڑکی تھی وہ آج تک ہم میں موجود ہے۔ اب بیس ارب سال تک، آپ اندازہ کریں کہ وہ کتنا بڑا فاصلہ ہے اور کتنا عظیم تصور ہے جس کو ہمارے دماغ حقیقت میں پکڑ بھی نہیں سکتے تو روحانی دنیا میں بھی اسی قسم کا وہ واقعہ ہوا ہے جس کی طرف قرآن کریم اشارہ فرماتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دل ان نوروں کا اجتماع تھا جو اپنی ذات میں اتنے حیرت انگیز طور پر قوت کو مجتمع کرنے والے تھے کہ اسی قوت کے زور سے وہ بھڑک اٹھنے پر تیار ہو گئے تھے۔ اس وقت آسمان سے شعلہ نور آپ پر نازل ہوا۔ یہ تمثیل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بیان ہوئی ہے اور اس کے مقابل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمثیل ایک اور رنگ میں پیش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (سورۃ القصص: آیات ۳۰ تا ۳۱)

کہ جب موسیٰؑ نے اپنے خسر جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حضرت شعیبؑ تھے، ان سے اپنی مدت کا معاہدہ پورا کر لیا تو اپنے اہل کو لے کر وہ واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ جب وہ طور کے قریب پہنچے تو انہوں نے طور پر ایک آگ کو روشن دیکھا۔ اس پر انہوں نے اپنے اہل سے کہا کہ ذرا یہاں ٹھہرو۔ مجھے ایک آگ دکھائی دے رہی ہے۔ ہو سکتا ہے میں وہاں سے کوئی روشنی کی خبر لاؤں۔ خبر سے مراد یہاں روشنی حاصل کرنا ہے۔ راستہ تلاش کرتے ہوئے ایک انسان جس طرح کسی دوسرے سے پوچھتا ہے کہ مجھے بتاؤ۔ میں کون سا رستہ اختیار کروں۔ تو یہاں آگ سے پہلا خیال آگ لینے کا نہیں بلکہ رستے کی تلاش کا سوال پیدا ہوا ہے جو حضرت موسیٰؑ کے ذہن میں اٹھا ہے پھر فرمایا: اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ۔ یا ایک دہکتا ہوا کوئلہ، ایک آگ کی چنگاری لے آؤں۔ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ۔ تاکہ تم اس سے گرمی محسوس کرو۔ سکو۔ معلوم ہوتا ہے ظاہری طور پر بھی وہ سردیوں کا موسم تھا۔ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ جب وہ قریب پہنچے تو اس مبارک وادی سے اس درخت سے جہاں خدا کا نور جلوہ گر تھا۔ وہاں سے آپ کو یہ آواز آئی کہ میں خدا ہوں یعنی جو نور تو نے دیکھا ہے وہ خدا کا نور ہے اور میں تجھے اپنی طرف بلانے کے لئے، متوجہ کرنے کے لئے ایک ظاہری نور کی صورت میں دکھائی دیا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ وحی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور وہ پیغام عطا ہوتا ہے۔

یہ بحث الگ ہے اور لمبی ہے کہ یہ واقعہ کب ہوا تھا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر سے پہلے آپ کو جانے کا اشارہ ملا تھا یا نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سفر سے پہلے آپ کو جانے کا اشارہ مل چکا تھا اور یہ بعد میں اس کی تفصیل عطا ہوئی ہے مگر میں اس بحث کو یہاں نہیں چھیڑنا چاہتا۔ مراد میری یہ ہے کہ وہاں بھی حضرت موسیٰ کے دل میں پہلے نور کی ایک طلب پیدا ہوئی اور جس آنکھ نے وہ نور دیکھا ہے اس آنکھ کو اندرونی طور پر نور بصیرت حاصل تھا ورنہ آپ کے اہل کو وہ نور کیوں دکھائی نہ دیا۔ اگر وہ کوئی ظاہری آگ ہوتی تو آپ اپنی بیگم کو بتلاتے یا جو بھی ساتھی تھے سفر کے ان کو کہتے وہ دیکھو سامنے آگ جل رہی ہے اور اُس آگ سے ہم کچھ حصہ پاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کچھ لوگ آگ کے گرد بیٹھے ہوں ان سے ہم ہدایت پائیں اور یا آگ میں سے کچھ حصہ لے لیں لیکن قرآن کریم کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی اور کو وہ آگ نظر نہیں آ رہی تھی۔ یہ وہی مضمون ہے جو اندرونی بصیرت کے نور کا مضمون ہے۔

جب تک اندرونی نور نصیب نہ ہو خدا کا نور دکھائی نہیں دیتا

اور جب اندرونی نور نصیب ہو جائے تو پھر خدا کا نور جلوہ گر ہو کر پہلے نور کو نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ بنا دیتا ہے مگر دونوں واقعات کا فرق بتاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نور کی قوت کیا تھی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی قوت اس کے مقابل پر کیا تھی۔ بہت بڑا فرق ہے ایک جگہ قلب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو طور بنا دیا گیا ہے اور

وہاں خدا کا نور جلوہ گر ہوتا ہے۔ ایک جگہ موسیٰ علیہ السلام تلاش میں طور کا سفر کرتے ہیں اور وہی طور ہے جہاں وہ جب مطالبہ کرتے ہیں کہ مجھے وہ شان دکھا جو تو نے آئندہ آنے والے ایک نبی کو دکھانی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تو میری پوری رؤیت نہیں کر سکتا۔

پس یہ تو نبوت کا مضمون ہے اور نبوت کا مضمون اندرونی نور سے شروع ہوتا ہے اور بیرونی نور پر جا کر اتمام پاتا ہے۔ پس قرآن کریم نے جہاں اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا کی دعا سکھائی وہاں یہ بھی بتا دیا کہ محض ایک شعلۂ نور کا حاصل ہونا کافی نہیں۔ اس کے اتمام کے لئے کوشش بھی کرتے رہو اور دعا بھی کرتے رہو۔ پس

ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے دل میں اس نور کو ٹٹولے

اور محسوس کرے اور اگر اس کو نور کی شکل میں وہ شعلہ دکھائی نہیں دیتا تو جس طرح آگ کا ایک طلبگار بعض دفعہ راکھ کو ٹٹولتا ہے اور ٹٹول کر اس کے اندر سے وہ چھوٹا سا دھکتا ہوا کوئلہ نکالتا ہے جس کو پھونکیں مارتا ہے تو پھر وہ نور میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایک آگ بھڑک اٹھتی ہے ہم بچپن میں جب شکار پہ جایا کرتے تھے تو دیہات میں ٹھہرتے تھے۔ وہاں ہم نے یہ نظارہ کئی دفعہ دیکھا کہ زمیندار حقے کے شوقین صبح کے وقت جب ہم اٹھ رہے ہوتے تھے، وہ اس شعلے کی تلاش میں چولہوں کے اندر وہ جو راکھ پڑی ہوتی ہے اس کو ٹٹول ٹٹول کے اندر سے پھر وہ چھوٹا سا ایک چنگارا نکالا کرتے تھے اور اس کو کاغذ پر رکھ کر پھونکیں مار کر اس کو آگ میں تبدیل کیا کرتے تھے پس تمباکو کا ایک نشئی اگر اتنی محنت کرتا ہے، ایک ظاہری شعلے کو بھڑکانے کے لئے تو وہ لوگ جو نور کے علمبردار بنا کر دنیا کے لئے نکالے گئے ہیں۔ وہ جن کے سپرد اندھیروں کو روشنی میں تبدیل کرنا ہے وہ کیوں ایسی محنت نہ کریں۔ اس سے ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ ہر انسان کے اندر شعلۂ نور موجود ضرور رہتا ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ ہر انسان اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے ایک عظیم انصاف کا مظہر ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری پیدائش اندھا تھا اور مجھے یہ نور کبھی نصیب ہی نہیں ہوا۔

نور ہر ایک کو نصیب ہوتا ہے

وہ اسکی تلاش نہ کرے۔ اسے وہ نکال کر ابھارے اور اجالے نہیں تو رفتہ رفتہ پھر وہ راکھ میں دبا ہوا شعلہ بھی مر جایا کرتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی دیکھے، بیچارے وہ ٹھنڈی راکھ کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ راکھ اٹھتی ہے ان کے سانسوں سے ان کے LUNGS میں داخل ہوتی ہے۔ ان کا چہرہ خراب کرتی ہے۔ ٹٹولتے رہتے ہیں کچھ نہیں نکلتا۔ تو ایسے بھی بدنصیب ہوتے ہیں جو اگر اپنی راکھ کو چھیڑیں نہیں اور اسی طرح پڑا رہنے دیں تو رفتہ رفتہ ان کا نور ان کے سینوں میں مر جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے بجھ جاتا ہے۔ ایسے بدنصیبوں کا بھی قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے لیکن آپ نے تو دنیا کو روشن کرنا ہے آپ نے تو اپنی نئی نسلوں کی تربیت کرنی ہے اور یہ تربیت احمدیت کی تعلیم کے ذریعے آپ نہیں کر سکتے جب تک کہ اس تعلیم کے نور کو پہلے اپنے وجود کا حصہ نہ بنائیں اور وہ وجود کا حصہ تب بنتی ہے جب آپ کے دل میں ایک نور پیدا ہو اور نور، نور پہ لپکتا ہے۔

اس بنیادی نکتے کو آپ ہمیشہ یاد رکھیں۔

قرآن کریم سے بالکل واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب تک اندرونی نور نصیب نہ ہو بیرونی نور اترتا نہیں۔ روشنی کو ایک روشن جگہ کی ضرورت ہے جہاں وہ نازل ہوتی ہے۔ وہ ایک اشتراک ایک اتحاد ہے جس کے نتیجے میں ایک روشنی دوسرے کی طرف کشش کرتی ہے۔ پس اندرونی نور کے حصول کے لئے سب سے پہلی تو کوشش ہے۔ احساس ہے۔ یہ شعور ہے کہ مجھے اپنے نفس کے نور کو زندہ رکھنا ہے۔ اس لئے اپنے اندر ان

اچھی چیزوں کو تلاش کریں جو خدا کے نور کی یاد دلاتی ہیں۔ اپنے پاکیزہ جذبات کو ابھاریں۔ اپنی نیکیوں کو ٹٹولیں اور انہیں زندہ کریں اور ان کو صاف کریں۔ ان کو مانجھیں۔ ان کو روشن کرنے کی کوشش کریں۔ یہی وہ طریق ہے جس کے نتیجے میں آپ کے دل میں دبا ہوا شعلۂ نور بھڑک اٹھے گا جو اس وقت چنگاریوں کی صورت میں چھوٹے چھوٹے دہکتے ہوئے کوئلوں کی صورت میں ہوگا لیکن جب آپ یہ کوشش کریں گے اور اس پر پھونکیں ماریں گے تو انشاء اللہ وہ ایک روشن آگ میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور اس کیلئے ایک لمبی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ یہ مضمون چونکہ بہت گہرا ہے اور تصوف کا رنگ اختیار کر جاتا ہے اور چونکہ ہم میں سے ہماری اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو تصوف کے باریک نکتوں کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اگر وہ سنیں اور لطف محسوس کریں تو اس سے زیادہ آگے نہیں بڑھتے اور اسی لطف کو اپنا مقصد بنا کر خوش ہو کر پھر اس سے آگے گذر جاتے ہیں۔ اس لئے میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ بات سمجھا کر پھر وہ آسان طریق بتاؤں جس کے ذریعے محض تصوف کا ایک نکتہ نہ رہے بلکہ ایک ایسی ٹھوس حقیقی تعلیم بن جائے جسکو ہم میں سے ہر ایک اختیار کرنے کا اہل ہو جائے۔

میں نے جو یہ تحریک کی تھی کہ نمازوں پر زور دیں اور قرآن کریم کی تلاوت پر زور دیں۔

اس میں بڑا مقصد یہ تھا کہ اس طرح آپ کو اپنے نفس کے نور کو جگانے میں مدد ملے گی۔ وہ لوگ جو عبادت پہ قائم نہیں ہوتے اللہ کا نور بجھتا رہتا ہے یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کبھی کوئی انکار ممکن نہیں۔ عبادت سے غافل لوگ نسبتاً روز بروز ٹھنڈے ہونے لگ جاتے ہیں۔ عبادت کو جب اختیار کرتے ہیں تو ایک لمبا عرصہ ایسی کیفیت کا ان پر گذرتا ہے کہ وہ عبادت کرنے کے باوجود کوئی گرمی محسوس نہیں کرتے اور بے چین ہوتے ہیں کہ پھر اس عبادت کا فائدہ کیا، ہمیں تو کوئی گرمی نہیں مل رہی۔ وہ اس نکتے کو بھول جاتے ہیں کہ ان کے دل کے شعلے یا دل کے دہکتے ہوئے کوئلے رفتہ رفتہ اتنی ڈھیروں راکھ کے تلے دب چکے ہیں کہ اب آسانی کے ساتھ وہ آگ بھڑک نہیں سکتی۔ اس پہ محنت کرنی پڑے گی پس اسی لئے میں نے آپ کو حقے والوں کی مثال بتائی ہے۔ وہ جب طلب محسوس کرتے ہیں تو خواہ ان کو وہ چنگاری ملے یا نہ ملے وہ ٹٹولتے رہتے ہیں، دیکھتے رہتے ہیں۔ پیچھے نہیں ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ ایک معمولی سی چنگاری بھی ملے تو اس کو وہ سنبھال لیتے ہیں۔ بڑی احتیاط سے کاغذ پر اٹھاتے ہیں۔ پہلے ہلکی پھونکیں مارتے ہیں۔ پھر زیادہ پھونکیں۔ پھر جب وہ روشن ہو جاتی ہے تو ان کے چہرے بھی روشن ہو جاتے ہیں کہ اب ہمیں ہماری طلب کی پیاس بجھانے کا موقعہ مل جائے گا تو جو نماز پڑھنے والے ہیں، مجھے خیال آیا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم ایک بیکار کوشش کر رہے ہیں۔ گرمی کا فقدان یہ بتا رہا ہے کہ ایک لمبا عرصہ یا تو انہوں نے عبادت نہیں کی یا عبادت ایک سرسری طور پر کرتے رہے ہیں اور اس سے استفادہ نہیں کر سکے لیکن مایوسی کی نہ ضرورت ہے، نہ مایوسی کا حق ہے، نہ مؤمن کو مایوسی کی اجازت ہے اور مایوس ہونے والوں کو پھر کچھ نصیب نہیں ہوا کرتا۔ پس اپنی عبادتوں کو تیز کریں اپنی جستجو کو بڑھائیں اور ہر کونے کھدرے پر اپنے نفس کے اندر نظر ڈالیں اور دیکھیں وہاں کون سی ایسی نیکی کی روشنی ہے جس کے حوالے سے خدا سے تعلق پیدا کریں۔ اس کے بغیر نمازوں میں زندگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ دو قسم کے حوالے ہیں جن سے نمازوں میں جان پڑتی ہے۔ ایک وہ حوالہ جو راکھ کا حوالہ ہے یعنی آپ تلاش کر رہے ہیں اور روشنی نہیں مل رہی اور آپ بیکار ہو کر خدا سے کہتے ہیں کہ میرے پاک تو اندھیر ہی اندھیرا ہے۔ مجھے کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ اس لئے اے خدا! تو میری مدد کو آ اور اس راکھ میں سے شعلۂ نور پیدا کر دے۔

پس مایوسی کی بجائے اس عدم حصول کو مزید طلب میں تبدیل کر دیں بے چینی اور بے قراری کے ساتھ دعائیں کرنے لگ جائیں کہ اے خدا تو میری مدد کو آ۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حلقہ کلام کے قیام کے سلسلے میں یہی مضمون بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نمازوں کو زندہ کرنا ہے تو خدا سے مانگو اور بیقراری سے یہ عرض کرو کہ خدایا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ میری نمازیں خالی پڑی ہیں۔ تو آ اور ان نمازوں کو زندہ کر دے۔ تو اپنے نور سے ان نمازوں کو روشن فرما دے۔ اپنی محبت کی گرمی سے انہیں توانائی بخش۔

یہ وہ دعائیں ہیں جو اپنی نیکی پر نظر کر کے دل میں پیدا ہوتی ہیں اور نیکی کے نور کو دیکھ کر اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کا تصور باندھ کر اس سے تعلق پیدا کرنا ایک اور مضمون ہے۔ انسان میں خدا تعالیٰ نے نیکی مختلف رنگ میں رکھی ہوئی ہے۔ نیکی کے اس حصے پر خدا کی طرف نگاہ کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا یہ دراصل صفات الٰہی کا پرتو ہے جو میرے دل میں مختلف شکلوں میں نیکیوں کی صورت میں موجود ہے اور اس پر خدا کا احسان کرتے ہوئے ان نیکیوں کو زندہ کرنا، ان میں پھونکیں مارنا، ان کو بھڑکانا، ان کو اونچا لے کے جانا، یہ وہ کوشش ہے جو عبادت کے ذریعے کی جاتی ہے اور عبادت میں کی جاتی ہے۔ غور اور فکر کے ساتھ عبادت کے وقت اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہنا اور بعد میں بھی ذکر الٰہی کی صورت میں اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہنا، ان معنوں میں جماعت کو چاہئے کہ اپنے نفوس کے نور کو بھڑکائے اور روشن کرے کیونکہ ہم میں سے ہر ایک شخص نور کا محتاج ہے۔ پہلا ایمان کافی نہیں۔ ایک دوسرا ایمان لانا ہوگا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت پر ایمان لانا ہوگا۔ حقیقتِ محمدیہ کے مضمون کو سمجھنا ہوگا۔ اس دوسرے ایمان کے نتیجے میں خدا تعالیٰ دوہری رحمتیں لے کر آپ پر نازل ہوگا اور آپ کے اندر اور باہر کو ایک نور میں تبدیل فرما دے گا۔ اور ایسا نور ہوگا جس سے دوسرے دیکھنے لگیں گے اور اس کی روشنی میں نہ صرف آپ آگے بڑھیں گے بلکہ لوگوں کو بھی وہ روشنی فائدہ پہنچائیگی اور لوگوں کے لئے بھی وہ رستہ دکھانے کا موجب بنے گی۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مومن کو ہم نے یہ ذاتی نور صرف اس لئے عطا نہیں کیا کہ وہ خود اپنے لئے استعمال کرے بلکہ لوگوں کو وہ نور دکھانے کے لئے استعمال کرنے لگ جائے اور وہ ایسا شمع بردار ہو جو قافلوں کو اپنے پیچھے لے کر چلنے والا ہو۔ رستہ دکھانے والا ہو اور اصل مقصد کو پہنچانے والا ہو۔ جب وہ بالآخر خدا کی طرف واپس چلا جاتا ہے تو وہ لوگ جنہوں نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ یہ کوشش کر رہا تھا اور ان کے نور سے محروم رہے تھے۔ قیامت کے دن اس سے مطالبہ کریں گے اب اس نور میں سے ہمیں بھی حصہ دے دو۔ ہم بڑے بدنصیب تھے کہ تمہارے نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکے اس مضمون کو قرآن کریم سورۃ حدید آیات ۱۴ میں بیان فرماتا ہے۔ فرمایا:-

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ......

کہ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں، یہ رحم کا مطالبہ کریں گے کہ اُنْظُرُوْنَا۔ ہم پر شفقت کی نظر ڈالو۔ نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ حصہ پالیں۔ قِيْلَ ارْجِعُوْا۔ ان سے کہا جائیگا واپس جاؤ۔ وَرَاءَكُمْ اپنے ماضی کی طرف لوٹنے کی کوشش کرو فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا اور وہاں نور کی تلاش کرو۔

یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ واپس جا سکتے ہیں۔ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اس دنیا میں جو نور سے محروم رہ جاتا ہے پھر قیامت کے دن اسے کوئی نور نصیب نہیں ہوتا اور مومنوں کے نور سے دوسروں کے لئے فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں مومنوں کے نور سے فائدہ نہ اٹھائیں تو قیامت کے دن ان کو اس نور سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ پس یہ بالعموم ایک قسم کی مومنوں کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دنیا کے نور کے نتیجے میں ان کو آخرت میں نور دے گا۔ دوسروں تک نہیں پہنچاؤ گے اور اندھے رہ جائیں گے، تو پھر قیامت کے دن ان کو کوئی نور نہیں ملے گا اور ایک رنگ میں مومن اگر حساس ہو تو وہ یہ محسوس کرے گا کہ گویا مجھ پر ذمہ داری ہوگئی میں نور دے سکتا تھا اور نہیں دیا۔ اب یہ وہ پہلو ہیں جو آپ کے سامنے روشن ہونے چاہئیں۔ اول یہ کہ آپ نے نور پہنچانے کی کوشش کی اور پھر کوئی نور سے محروم رہا۔ اس میں آپ کلیتہً بری الذمہ ہیں لیکن اگر نور پہنچانے کی کوشش نہیں کی تو قیامت کے دن وہ دامنگیر ہوں گے خدا تعالیٰ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم تو مجبور تھے ہمیں تو نور دیا ہی نہیں گیا اور ان نور والوں کو پھر وہ پہچان بھی نہیں سکتے کیونکہ جس نے نور پیش نہ کیا، اُسے قیامت کے دن پہچان کون سکے گا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ مومنوں کی یہ صفات بیان فرمائی گئی ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنے نور سے دوسروں کو روشنی عطا کرنے کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں اور اس شان کے ساتھ اور اس استقلال کے ساتھ ایسا کام کرتے ہیں کہ وہ لوگ ان کو پہچانے لگتے ہیں، جاننے لگتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روشنیاں پھیلا رہے ہیں پھر اگر وہ ان روشنیوں کو رد کر دیں تو پھر قیامت کے دن ان کی ذمہ داری ان کی ذات پر ہے، مومنوں پر عائد نہیں ہوتی

پس آپ نے اگر اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو روشنی عطا کرنی ہے، اپنے ماحول میں اپنے دوستوں کو عطا کرنی ہے، اپنی گلیوں میں گلیوں والوں کو اور محلے میں محلے والوں کو۔ اگر شہروں کو نور سے بھرنا ہے۔ اگر ملکوں کو نور سے بھرنا ہے تو یہ نور وہ کافی نہیں جو تعلیم کی صورت میں موجود ہے۔ یہ تعلیم کا نور آپ کے دل میں اس وقت اترے گا جب آپ کے دل سے ایک شعلہ نور پیدا ہوگا۔ پھر نورٌ علیٰ نور بن کر آپ اس دنیا کو روشن کرنے کی اہلیت حاصل کریں گے۔ پس

دعا کرتے رہیں اور عاجزانہ دعا کرتے رہیں

کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نور کی حفاظت فرمائے۔ آپ کو نور عطا کرے اور پھر اس کو روشن تر کرتا چلا جائے۔

صرف یہ بھی کافی نہیں کہ آپ نور حاصل کریں۔ اس کی حفاظت کا مضمون بھی قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ فرمایا ہے۔ جب یہ نور خدا کے بندوں کو عطا ہوتا ہے تو لوگ اس کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ (سورۃ الصف آیت ۹) کہ یہ لوگ ایسے ظالم ہیں کہ ایک طرف تو مومن چراغ لے کر نکلتے ہیں کہ ان کے اندھیروں کو روشنیوں میں تبدیل کر دیں، دوسری طرف یہ پھونکیں مار مار کر ان کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ آؤ تم بھی ہم جیسے اندھے ہو جاؤ۔ تم بھی نوروں سے محروم رہ جاؤ۔ تو عظیم جدوجہد ہے نور کو پھیلانے کی اس سلسلے میں جس کا قرآن کریم نے بیان فرمایا اور ہمیں یہ واضح کر دیا کہ اس راہ میں یہ خطرات بھی ہوں گے کہ جن کو تم نور عطا کرنے لگو گے وہ تمہارے نور کو بجھانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اگر تم دعا کرتے رہو اور خدا کی طرف متوجہ رہو اور کامل خلوص کے ساتھ اس راہ پر گامزن رہو۔ تو یاد رکھو کہ خدا تم سے وعدہ کرتا ہے: وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ، وہ نور جو تمہارے دلوں میں خدا تعالیٰ نے روشن فرمایا۔ جو خدا کا نور ہے، اس کے انجام کا وعدہ خدا کرتا ہے وہ اس کی حفاظت فرمائے گا اور وہ تمہارے نور کو روشن سے روشن تر کرتا چلا جائے گا۔ پس خدا کرے کہ ہم سب اس مفہوم کو سمجھ کر اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنی نیکیوں کے چراغ مزید روشن کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ نور جو قرآن کریم کی صورت میں اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صورت میں ہم پر نازل فرمایا گیا، اس نور کا اہل بننے کے لئے اپنے دلوں میں روشنی پیدا کریں۔ وہ دلوں کی روشنی اس نور کو کھینچے اور پھر ایسی خوبصورت شمعیں روشن ہو جائیں جس کی روشنی میں ہم دنیا کے اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کر دیں۔ ٭

ولادت

مکرم مولوی نصیر احمد صاحب عارف قادیان کو اللہ تعالیٰ نے ۱۴ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے جو قبل از ولادت تحریک وقف نو میں وقف تھا۔ حضور انور نے "عدنان احمد" نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم بدر الدین محمود احمد صاحب عارف درویش ناظر بیت المال خرچ کا پوتا اور مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش قادیان کا نواسہ ہے۔ مکرم مولوی نصیر احمد صاحب عارف نے مختلف مدات میں ۵۰/- روپے ادا کرتے ہوئے بچہ کی صحت و سلامتی درازی عمر اور نیک صالح ہونے کے لئے درخواست دعا کی ہے۔ (ایڈیٹر)

دعائے مباہلہ کے بعد جماعتِ احمدیہ کا غیر معمولی اعزاز و اکرام!

از مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

(تسلسل کے لئے ملاحظہ فرمائیں بدر ۱/۲)

فجی:- حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی فجی میں تشریف آوری پر فجی کے صدر مملکت نے ملاقات کا وقت دیا۔ وزیر اعظم نے بھی ملاقات کا وقت دیا اور انہوں نے اپنے دستخط سے فجی کی ایک کتاب حضور کو تحفہ پیش کی جس پر ایسی پیاری اور محبت بھری عبارت لکھی کہ ان کی پرائیویٹ سیکرٹری نے ایک منسٹر کو یہ تحریر دکھاتے ہوئے نہایت تعجب کے ساتھ کہا:

What has this done to our Prime Minister ?

گوئٹے مالا:-

گوئٹے مالا میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو جو اعزاز و اکرام ملا وہ تو محض اور محض خدا تعالیٰ کی عطا ہے۔ اس میں انسانی کوششوں کا ذرہ بھر بھی دخل نہ تھا۔ کیونکہ وہاں جماعت کے صرف دو افراد مقیم تھے ایک مستقل مربی کے طور پر اور دوسرے عارضی طور پر اپنے بزنس کے سلسلے میں آتے جاتے رہتے ہیں۔

اس کے باوجود جب حضرت امام جماعت احمدیہ وہاں تشریف لے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں احمدیت کا چرچا کروا دیا کہ نہ صرف عوام الناس بلکہ حکومت نے بھی حضرت امام جماعت احمدیہ کے اس دورے کو بے حد اہمیت دی۔ حتیٰ کہ وہاں کے صدر مملکت نے حفاظتی نقطۂ نظر سے اپنے مخصوص چیف سیکورٹی گارڈ کو ۱۸۔ افراد پر مشتمل پوری ٹیم کے ساتھ حضرت امام جماعت احمدیہ کے پورے دورے میں ساتھ رہنے کیلئے مقرر فرما دیا۔

اور خود بڑی محبت کے ساتھ حضور سے ملاقات کی اور نہایت عزت و احترام سے پیش آئے اور آخر میں اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ آئندہ بھی تشریف لائیں اور پہلے سے مجھے مطلع کر دیں تاکہ نسبتاً زیادہ کھلے بازوؤں کے ساتھ میں آپ کا استقبال کر سکوں۔

وزیر صحت نے دوبارہ حضور سے ملاقات کی اور پورا گھنٹہ تک گفتگو کی اور اٹھتے ہوئے کہا "مجھے آپ کی ذات میں خدا کی WISDOM نظر آتی ہے۔ اس لئے آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ مجھے کبھی دعاؤں میں نہیں بھولیں گے۔"

وزیر خارجہ بھی حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد وقت تک حضور سے بات چیت کرتے رہے اور آخر میں کہا:-

"میں ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں اور پھر اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ مجھے اپنی اس جگہ جگہ دیں اور ہمیشہ اس جگہ رکھیں۔"

معزز قارئین! اب بتائیے! دعائے مباہلہ کے بعد اچانک ان امیروں، بادشاہوں سربراہانِ مملکت اور بڑے بڑے وزراء اور سفراء کے دلوں میں جماعتِ احمدیہ کے امام کے لئے ایسی محبت اور عقیدت کہ کوئی آپ کے پاس چند لمحے بیٹھنے کا موقعہ مل جانے کو فخر اور سعادت کا موجب سمجھتا ہے۔ کوئی خدا کی محبت اور خدا کی WISDOM آپ کی ذات میں محسوس کر کے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ کوئی آپ کی روحانی طاقت سے مسحور ہو کر دل سے لگا کر رکھنے کی خواہش کرتا ہے۔ آخر کس نے یہ محبت اور یہ عقیدت پیدا کر دی؟

کیا یہ کینیڈین ڈالر یا برٹش پاؤنڈ کا کرشمہ ہے! کیا یہ پیٹرول کی دولت کی چمکار ہے!؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ ان مادی چیزوں میں سے کوئی بھی جماعت احمدیہ کے پاس نہیں۔ یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے جو جماعت احمدیہ کے شاملِ حال ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ محض اور محض سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی برکت ہے جو جماعت احمدیہ کے شاملِ حال ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

منقولات

(۱) حسن عودہ کے بیان پر جماعت احمدیہ کا تبصرہ

لندن (پ-ر) جماعت احمدیہ کے عربی جریدہ کے سابق ایڈیٹر حسن محمود عودہ کے اس بیان "قادیانی علمائے اسلام کی طرف سے لکھے گئے لٹریچر کا کھلے دل و دماغ سے مطالعہ کریں" پر تبصرہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے ترجمان رشید احمد چوہدری نے کہا کہ تعجب ہے کہ حسن محمود یہ مشورہ اپنے ان احمدی رشتہ داروں کو کیوں نہیں دیتے جو بڑی تعداد میں حیفہ اسرائیل میں موجود ہیں۔ رشید احمد چوہدری نے کہا کہ علماء نے گزشتہ چند سالوں میں متعدد بار یہ اعلان کیا کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے اسلم قریشی کو اغوا کر کے قتل کرا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا جانتی ہے کہ یہ بیان سراپا جھوٹ تھا۔ کیا عودہ صاحب جماعت احمدیہ کے ممبران کو یہ تلقین کر رہے ہیں کہ وہ اس جھوٹ پر ایمان لائیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جماعت احمدیہ کے مخالف علماء نے یہ الزامات بھی عائد کئے ہیں کہ احمدی جب کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے ہیں تو محمد سے ان کی مراد مرزا غلام احمد ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ اسرائیل کا ایجنٹ ہے۔ اسرائیل کی فوج میں ۶۰۰ قادیانیوں کا ایک دستہ خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے خلاف تخریبی کارروائیاں کی جا سکیں۔ جماعت احمدیہ کے ترجمان نے حسن محمود عودہ کو چیلنج کیا کہ وہ خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کہ جب وہ قادیانی تھے تو محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے تھے یا کسی اور کا۔ نیز ان کے والدین اور دیگر اعزہ و اقربا جو احمدی ہیں اور کبابیر حیفہ اسرائیل میں مقیم ہیں کس کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ رشید احمد چوہدری نے دعویٰ کیا کہ جہاں تک احمدیت کے مخالف علماء کے لٹریچر میں موجود اس اعتراض کا تعلق ہے کہ قادیانی اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ حسن محمود خوب اچھی طرح جانتے ہوں گے یہ خود کب تک اسرائیل کے ایجنٹ رہے ہیں اور ان کے عزیز و اقارب میں سے کتنے اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ نیز اسرائیل کی فوج میں علماء کی طرف سے جو ۶۰۰ قادیانی فوجی بیان کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے نام ہی بتائیں۔ خصوصیت سے اپنے خاندان کے ان افراد کے نام بتائیں جو اسرائیلی فوج میں اس غرض سے خدمت انجام دے رہے ہیں کہ مسلمانوں میں تخریبی کارروائی کریں۔"

(روزنامہ "نیو نیشن" لندن ۸/۹/۱۵)

منظوری عہدیداران و ممبران مجلس تحریکِ جدید قادیان برائے سال ۱۹۹۰ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل عہدیداران و ممبران مجلس تحریک جدید قادیان بھارت کی منظوری مرحمت فرمائی ہے:- اللہ تعالیٰ یہ منظوری مبارک فرمائے۔

خاکسار منظور احمد گجراتی	صدر مجلس و کیل اعلیٰ۔ وکیل التبشیر و تعلیم۔ وکیل المال
مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب حیدر آباد	ممبر
مکرم فضل الٰہی خان صاحب قادیان	"
مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل قادیان	"
مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب کلکتہ	"
مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک یاڑی پورہ کشمیر	"
مکرم محمد شفیع اللہ صاحب بنگلور	"
مکرم امیر صاحب صوبہ کیرلہ	"
مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی قادیان	"
مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی۔ قادیان	"
مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب قادیان	"
مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری قادیان	"

(سیکرٹری مجلس تحریک جدید قادیان بھارت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خدمتِ قرآن کریم

از مکرم مولانا عطاء الحق احمد صاحب طاہر مبلغ انگلستان

ہمارے سید و مولیٰ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے متعلق سائل کے جواب میں حضرت عائشہ صدیقہ اُم المومنین نے ایک بار فرمایا تھا۔ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی۔ قرآن کریم کا مرقع ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ سارا قرآن کریم آپ کے اخلاق کریمانہ کا آئینہ دار ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح دوراں و مہدی مسعود کے ذوق و شوقِ مطالعۂ قرآن کریم کے بارہ میں حضرت مرزا سلطان احمد نے بیان فرمایا ہے کہ کچھ نہیں تو کم از کم آپ نے اپنی زندگی میں ۱۰۰۰۰ مرتبہ قرآن کریم کا ورد فرمایا ہوگا۔

آپ کے موعود فرزند حضرت مصلح موعود۔ مثیلہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ۔ جو حسن و احسان میں آپ کے نظیر تھے کو آخری عمر میں آنکھوں میں تکلیف کے دوران جب ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ آنکھوں پہ زیادہ بوجھ نہ ڈالیں اور اگر پڑھنا ہی ہو تو بہت کم پڑھیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں تو ان دنوں میں بھی روزانہ کم و بیش دس بارہ پاروں کی تلاوت کرتا ہوں۔

قرآن کریم کی خدمت۔ اس سے محبت، بے پناہ محبت کے بغیر ممکن نہیں اور چونکہ یہ خاص روحانی کتاب ہے اس لئے نفس زکی کے بغیر اس کے علوم کی عقدہ کشائی۔ ناممکن ہے۔ لہٰذا ایک حقیقی خادم قرآن کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاک نفس کا حامل ہو۔ مقدس روح اسے ودیعت کی گئی ہو۔ وہ گویا نور اللہ ہو اور آسمان سے اس کا پیوند ہو۔ سچی نفس ہو اور روحِ حق کی برکت کا حامل ہو۔ اور اس روحِ حق کا اس کثرت سے اس پہ نزول ہو کہ وہ سچ مچ اپنے رب قدوس کے ہاں سے کلمۃ اللہ کے خطاب سے نوازا جائے۔ خدا کی روح اس میں ڈالی گئی ہو اور وہ خدا کے سایہ تلے پاک اور مطہر زندگی بسر کر رہا ہو۔

یہ وہ پیمانہ ہے جو قرآن کریم میں ایک عاشق قرآن کے لئے بیان ہوا ہے۔ اور پیش گوئی مصلح موعود اس امر کی غماز ہے کہ آنے والا موعود لازمی طور پر اس پیمانہ پر پورا اُترے گا۔ چنانچہ زمانہ شاہد ہے اور ہمارے اس مضمون کے آئندہ اوراق اس امر کی شافی گواہی مہیا کریں گے کہ سیدنا حضرت مصلح موعود کی زندگی کا ایک ایک سانس، آپ کے غور و فکر کا ایک ایک زیر و بم اور آپ کی تمام تر جدوجہد کا منتہائے مقصود صرف اور صرف یہ تھا کہ کسی طرح قرآن کریم کی عظمت، عزت اور حکومت دلوں پر قائم ہو جائے۔

پیشگوئی مصلح موعود میں ذکر ہے کہ اس موعود کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔

۲۰-۲۱ سال کی عمر ہمارے معاشرہ میں کھیل کود کی عمر شمار کی جاتی ہے۔ چھوٹی موٹی تقریر کر لینا یا کسی مقابلہ میں شریک ہو جانا بھی ایک بڑی بات سمجھی جاتی ہے لیکن جن لوگوں کو درس قرآن کریم دینے کا موقع ملا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ ایک بھاری ذمہ داری ہے اور حقیقی درس قرآن خدا تعالیٰ کی توفیق کے بغیر دینا امر محال ہے۔ حضرت مصلح موعود نے اس عمر میں ہی درس قرآن کریم شروع فرما دیا تھا۔ اور آپ کے سامعین میں جلیل القدر صحابہ کرام اور جید علما تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ ایک انسان اپنے سے کم تر یا باہم یکہ احباب میں کوئی درس دینے یا تقریر کرنے کی ہمت تو کر سکتا ہے، لیکن جہاں علوم شرقیہ کے ماہر، دیوبند اور علی گڑھ کے جید علماء قرآنی علوم کے ماہر اور سالہا سال درس قرآن دینے والے بزرگ اساتذہ موجود ہوں وہاں تو زبان وا کرتے ہوئے عام آدمی کا پتہ پانی ہوتا ہے۔ اس عظیم الشان علمی ماحول میں جہاں اکثریت ایسے ہی جلیل القدر صحابہ کی موجود تھی حضرت مصلح موعود نے ۱۹۱۰ء میں قرآن کریم کا درس شروع فرما دیا تھا۔ چنانچہ مدیر الحکم رقمطراز ہیں:۔

”آپ خدمت دین اور اشاعت اسلام کا جو جوش اپنے سینے میں رکھتے ہیں وہ اب عملی رنگ اختیار کرتا جاتا ہے اور قوم کے لئے بہت ہی مسرت بخش اور امید افزا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپ کی مدد کرے۔“

وسط ۱۹۱۳ء سے آپ نے دن میں دو دفعہ درس دینا شروع کر دیا اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال کے قریب تھی۔ آپ نماز فجر اور ظہر کے بعد درس دیا کرتے تھے۔

(سوانح حضرت فضل عمر صفحہ ۳۰۱)

سیدنا حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں پہلی بار حضرت مصلح موعود نے ۲۹ جولائی ۱۹۱۰ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ میں آپ نے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کی ایسی اچھوتی، دلربا اور ایمان افروز تفسیر بیان فرمائی کہ حضرت خلیفہ اوّل جیسے ماہر علوم قرآن اور عاشق قرآن نے بے ساختہ اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:۔

”میاں صاحب نے لطیف سے لطیف خطبہ سنایا۔ وہ اور بھی الطف ہوگا اگر تم اس پر غور کرو گے۔ میں اس خطبہ کی بہت قدر کرتا ہوں اور یقیناً کہتا ہوں کہ وہ خطبہ عجیب سے عجیب نکات اپنے اندر رکھتا ہے۔“

(الحکم ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

مولانا عبدالماجد دریا بادی برصغیر کے ایک نامور عالم۔ اور وقائع نگار ہیں آپ کی نظر بڑی وسیع اور علوم اسلامی پہ آپ کو بڑا عبور حاصل تھا۔ تعصب سے پاک اور آزادیٔ رائے کے علم بردار بزرگ صحافی تھے۔ آپ نے حضرت مصلح موعود کے بارہ میں تحریر فرمایا:۔

”قرآن و علوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں۔ اللہ ان کا صلہ انہیں دے علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے“

(صدق جدید ۱۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

علامہ نیاز فتح پوری مرحوم و مغفور کے مطالعہ میں جب حضرت مصلح موعود کی تفسیر کبیر سورہ ہود آئی تو آپ پھڑک اٹھے اور وجد کی کیفیت میں آپ نے برملا اس کا یوں اظہار کیا:۔

”تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے۔ اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے۔ جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کے تبحر علمی۔ آپ کی وسعتِ نظر۔ آپ کی غیر معمولی فکر و فراست۔ آپ کا حسنِ استدلال۔ اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک اس سے بے خبر رہا۔ کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوط پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا۔ اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ آپ نے ھٰؤُلَآءِ بَنَاتِیْ کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے۔ اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔ خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے۔“

(الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۶۳ء)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک شدید مخالف جن کی بیشتر زندگی تحریر...

کی مخالفت میں گزری۔ اور وہ احمدیت کی روز افزوں ترقی دیکھ دیکھ کے ہمیشہ جلتے کڑھتے رہتے۔ اور باوجود اس کے کہ وہ فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ لیکن تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آج کل کے گندہ دہن مخالف علماء کے مقابلہ میں پھر بھی ان میں کچھ شرافت کا تخم موجود تھا۔ یعنی مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار نے تحریر کیا۔

''احراریو! کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے۔ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔''

(خوفناک سازش صفحہ ۱۹۵)

اسی طرح جناب سید جعفر حسین بی اے ایل ایل بی حیدرآباد دکن نے تفسیر کبیر مطالعہ کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر فرمائی:۔

''مجھے اس تفسیر میں زندگی سے معمور اسلام نظر آیا۔ اس میں وہ سب کچھ تھا جس کی مجھے تلاش تھی۔ تفسیر کبیر پڑھ کر میں اسلام سے پہلی دفعہ روشناس ہوا۔''

(الفضل ۲۳ جون ۱۹۶۲ء)

مصلح موعود کی الٰہی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ آپ کا معلم حقیقی بنا۔ اور بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم قرآنی سکھانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''میں چھوٹا ہی تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوں اور میرے سامنے ایک وسیع میدان ہے۔ اس میدان میں اس طرح کی ایک آواز پیدا ہوئی جیسے برتن ٹکرانے سے ہوتی ہے۔ اور آواز فضا میں پھیلتی چلی گئی ہے۔ اس کے بعد اسی آواز کا درمیانی حصہ متمثل ہونے لگا۔ اور اس میں ایک چھوٹا سا چوکھٹا ظاہر ہونا شروع ہوا۔ جیسے تصویروں کے چوکھٹے ہوتے ہیں۔ پھر اسی چوکھٹے میں کچھ ہلکے سے رنگ پیدا ہونے لگے۔ وہ رنگ روشن ہو کر تصویر بن گئے۔ اور اس تصویر میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ ایک زندہ وجود بن گئی۔ اور میں نے خیال کیا کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ وہ فرشتہ مجھ سے مخاطب ہوا۔ اور اس نے مجھے کہا کہ میں تم کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں؟ تو میں نے کہا کہ ہاں آپ ضرور مجھے اس کی تفسیر سکھائیں۔ تو پھر اس فرشتے نے مجھے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کی۔ یہاں تک کہ وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تک پہنچا۔ یہاں پہنچ کر اس نے مجھ سے کہا کہ اس وقت تک جتنی تفاسیر لکھی جا چکی ہیں وہ اس آیت تک ہیں۔ اس کے بعد کی آیات کی کوئی تفسیر اب تک نہیں لکھی گئی۔ اور پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں اس کے بعد کی آیات کی تفسیر بھی تم کو سکھاؤں۔ اور میں نے کہا۔ ہاں۔ جس پر فرشتہ نے مجھے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اور اس کے بعد کی آیات کی تفسیر سکھانی شروع کی اور جب وہ ختم کر چکا تو میری آنکھ کھل گئی۔ اور جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ اس تفسیر کی ایک دو باتیں مجھے یاد تھیں لیکن معاً بعد میں سو گیا۔ اور جب اٹھا تو تفسیر کا کوئی حصہ بھی مجھے یاد نہ تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مجھے ایک مجلس میں اس سورۃ پر کچھ بولنا پڑا۔ تو میں نے دیکھا کہ اس کے نئے نئے مطالب میرے ذہن میں نازل ہو رہے ہیں۔ اور میں سمجھ گیا کہ فرشتہ کے تفسیر سکھانے کا یہی مطلب تھا۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر آج تک ہمیشہ اس سورۃ کے نئے نئے مطالب مجھے سکھائے جاتے ہیں۔ جن میں سے سینکڑوں میں مختلف کتابوں اور تقریروں میں بیان کر چکا ہوں۔ اس کے باوجود وہ خزانہ خالی نہیں ہوا۔''

(تفسیر کبیر حضرت مصلح موعود سورۃ فاتحہ صفحہ ۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے جس طرح کسی خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے۔ اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کر سکوں۔''

(الفضل ۱۱ فروری ۱۹۵۸ء)

پھر فرمایا:۔

''خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا۔ اور مجھے قرآن کریم کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا۔ وہ چشمہ روحانی جو میرے سینے میں پھوٹا۔ وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔''

(الموعود صفحہ ۲۱۰)

اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے انہیں تفسیر قرآن کا چیلنج دیا اور فرمایا:۔

''وہ آئیں بالمقابل بیٹھ کر قرآن کریم کی کسی آیت یا رکوع کی تفسیر لکھیں اور دیکھیں کہ کون ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ معارف اور حقائق کے دریا بہاتا ہے۔ اور کون ہے جس کو اللہ تعالیٰ علوم کا سمندر عطا کرتا ہے۔ میں تو ان کے نزدیک جاہل ہوں، کم علم ہوں، بچہ ہوں، خوشامدیوں میں گھرا ہوا ہوں، ناتجربہ کار ہوں پھر مجھ سے ان کا مقابلہ کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ وہ کیوں مرد میدان بن کر خدا تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ فیصلہ نہیں کر لیتے۔ اور کیوں گیدڑوں اور لومڑیوں کی طرح چھپ چھپ کر حملے کرتے ہیں۔''

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۹ء مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب مطبوعہ ستمبر ۱۹۲۰ء)

مخالف مولویوں کو حضور نے بار بار جھنجوڑ جھنجوڑ کر قرآن کریم کی تفسیر کا مقابلہ کرنے کی دعوت دی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جھوٹے اور بے دین کو وہ قرآن کریم کے پاک نکات اور علوم سے بہرہ اندوز نہیں کرتا۔ لکھنے کو تو بہتیرے ایسے ہیں جنہوں نے تفسیر کے نام پہ جو الّم غلّم دل میں آیا لکھ دیا۔ لیکن وہ تفسیر جو دلوں میں روحانیت پیدا کرتی ہے اور انسان کو تاریکی میں سے نکال کے اللہ تعالیٰ کے حصن حصین میں لے آتی ہے۔ ہر کس و ناکس کا کام نہیں کہ اس میدان میں قدم مار سکے۔ چنانچہ حق اور باطل میں فیصلہ کرنے کے لئے تفسیر قرآن کریم کے مقابلہ سے بہتر مقابلہ اور کون سا ہو سکتا ہے۔ حضور نے یہاں تک انہیں اجازت دی کہ اپنی مدد کے لئے جسے چاہیں بلا لیں۔ اور قرعہ کے ذریعہ کوئی مقام نکال کر تفسیر لکھیں۔ لیکن افسوس جنہیں کھوکھلے نعروں سے دنیا کی منفعت حاصل ہوتی ہو اور پیٹ کی آگ بجھانے کے علاوہ مذہب سے کوئی سروکار نہ ہو۔ انہیں ایسے مقابلوں میں پڑ کر اپنی پردہ دری کروانے کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ پہ تکفیر کے فتوے لگانے والے علماء جب اس مقابلہ پر بھی آمادہ نہ ہوئے تو حضرت مصلح موعود نے ان کے لئے مزید آسانی پیدا کرتے ہوئے فرمایا:۔

''میں نے کئی بار چیلنج دیا ہے کہ قرعہ ڈال کر کوئی مقام نکال لو۔ اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو غور کر لو۔ اور مجھے نہ بتاؤ پھر میرے مقابل پر آ کر اس کی تفسیر

لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لے گی کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا ان پر۔ مگر کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ سامنے آئے۔"

(اخبار الفضل ۷ مارچ ۱۹۳۸ء)

اسے کہتے ہیں کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود میں وعدہ فرمایا تھا کہ حضرت مصلح موعود کی ایک نمایاں علامت یہ ہو گی کہ علوم باطنی و ظاہری سے پُر کئے جائیں گے۔ اور اس میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے۔ کہ علوم باطنی میں سب سے عظیم الشان علم، علم قرآن ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کا مرتبہ اور شرف ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے خود آپ کو علوم قرآنیہ سے منور کیا۔

اس میں کلام نہیں کہ آپ نے تفاسیر پہ بڑی گہری نظر ڈالی۔ صحت کی خرابی کے باوجود قرآن کریم کے عشق کی وجہ سے آپ کے افکار کی جولانگاہ یہی پاک کتاب اور اس کے مضامین تھے۔ حضور فرماتے ہیں۔

"میں نے قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھا اور اسی سے فائدہ اٹھایا اور اب اس قابل ہوا کہ تمام مخالف علما کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لے کر مجھ سے تفسیر کلام الٰہی میں مقابلہ کر لیں۔ میں انشاء اللہ تائید الٰہی سے اس کے ایسے معنی بیان کروں گا کہ تمام دنیا حیران رہ جائے گی۔"

(مصباح ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء)

پھر فرمایا :-

"میں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلے میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہو گی۔"

(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء)

"اب بھی میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ بے شک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں۔ مگر دنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور روحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔"

(الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۴۴ء)

"دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی سائنس دان میرے سامنے آجائے۔ اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا رد ہو گیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں خدا کے کلام سے ہی اس کا جواب دوں گا۔ اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو رد کر کے دکھا دوں گا۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ جیسے عاشق قرآن کریم سے آپ نے قرآن کریم پڑھا۔ ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ آتے تو ہمیں بھی قرآن کریم حاصل نہ ہوتا۔ اب دیکھ لو یہی قرآن کریم ہے جس کو غیر احمدی چھپاتے پھرتے ہیں۔ مگر ہمارے ہاتھ میں وہ ایک تلوار ہے۔ پس ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اگر آپ نہ آئے ہوتے تو ہم بھی دوسروں کی طرح ہی ہوتے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ قرآن کریم کے لانے والے پر بھی درود بھیجیں اور اس پر بھی جس نے اس کو مردہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔ پھر اس کام کو چلانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو منشا تھا اس کو پورا کرنے میں سب سے بڑا حصہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ کا تھا۔ جو محبت حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ کو قرآن سے تھی اور جو جوش ان میں تھا وہ زبان سے ادا نہیں ہو سکتا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی سوکھی ہوئی شاخ ہو جو جلا دینے کے قابل ہو اور اس پر زور سے بارش پڑے۔ اور اسے ہرا کر دے۔ جب کوئی قرآن کریم کا وعظ آجاتا۔ تو ایسا معلوم ہوتا کہ سوکھی ہوئی شاخ ہری ہو گئی ہے غرض جس قدر قرآن کریم پڑھتے وقت ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی ان کے احسان کو نہیں بھول سکتیں۔"

(ضمیمہ الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۳۶ء)

قادیان میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ ہفتہ کے روز صبح کے وقت خواتین میں قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے۔ جس میں مستورات بہت کثرت سے شامل ہو کر استفادہ کرتی تھیں۔ ربوہ میں ہجرت کے بعد حضور جب ہنگامی کاموں سے فارغ ہوئے تو پھر آپ نے دوبارہ مستورات میں درس دینا شروع فرما دیا۔ چنانچہ ربوہ میں ۱۶ ستمبر ۱۹۵۲ء کو حضور نے پہلا درس قرآن دیا۔ جس کے نوٹس مصباح میں شائع ہوئے۔ یہ سلسلہ ۱۹۵۵ میں بیماری کے حملہ تک جاری رہا۔ ربوہ کی مستورات بڑی تعداد میں انتہائی ذوق و شوق سے اس میں شامل ہوتی رہیں۔ حضرت مصلح موعود پہ بیماری کا حملہ ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو بروز ہفتہ شام کو ہوا تھا۔ اس دن بھی صبح آپ نے خواتین میں درس قرآن مجید دیا تھا۔

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم)

حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر دینیات کلاس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور نظارت تعلیم و تربیت کے اشتراک سے ۱۹۴۵ء میں پہلی تعلیم القرآن کلاس بھی شروع کی گئی۔ جو ۲۵ اگست سے ۲۵ ستمبر تک جاری رہی۔ نمائندگان کی تعداد ۷۳ تھی۔ جو حسب استعداد دو جماعتوں میں تقسیم کر دئے گئے۔ ہر ایک جماعت تعداد کے لحاظ سے دو فریقوں میں منقسم تھی اور قرار پایا کہ جماعت اوّل کو پانچ پارے تک ترجمہ پڑھایا جائے اور جماعت دوم کو دس پارے تک۔ کلاس کے طلبا کو حضرت مولانا تاج الدین فاضل لائلپوری۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری۔ حضرت قاضی محمد نذیر فاضل لائلپوری۔ اور حضرت قریشی محمد نذیر ملتانی نے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کی ساری عمر خدمت قرآن کریم میں گزری حضور نے انتہائی جماعتی مصروفیات کے باوجود درس قرآن کریم دئے۔ اور جو تفاسیر تصنیف فرمائیں۔ ان کے بارہ میں جلیل القدر علمائے ہند و پاک کے بعض تبصرے قارئین النصر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ان کتب تفسیر پہ ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے کے لئے ان کی ضخامت اور فہرست ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

(۱) حقائق القرآن۔ حضور نے اپریل ۱۹۱۴ میں ایک سلسلہ درس شروع فرمایا۔ آپ نے سورۃ تبارک سے سورۃ طلاق تک درس دیا۔ اس درس کے نوٹس کتابی شکل میں شائع کیے گئے۔ جو ۸۴ صفحات پہ مشتمل ہیں۔

(۲) جنوری ۱۹۲۱ سے مارچ ۱۹۲۱ تک حضور نے سورۃ نور کا درس دیا۔ نومبر ۱۹۲۱ میں اس کی اشاعت درس القرآن کے نام سے ہوئی۔ اس کا حجم ۱۰۰ صفحے ہے۔

(۳) حضور نے ۱۹۱۷ میں دس پاروں کا درس دیا۔ جو جون اور جولائی کے مہینوں میں جاری رہا۔ اس کے نوٹس کتابی شکل میں ۱۰۶ صفحوں میں معارف القرآن کے نام سے شائع ہوئے۔

(۴) تفسیر کبیر پارہ نمبر ۳۔ سورۃ یونس تا کہف، کی تفسیر۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۰ کو شائع ہوئی۔ صفحوں کی تعداد ۷۰۰ ہے۔

(۵) تفسیر کبیر جلد ۶ جزو ۴ حصہ اوّل۔ یہ تفسیر سورۃ النبا سے سورۃ البلد پر مشتمل ہے۔ اور ۶ اگست ۱۹۴۴ کو شائع ہوئی۔ اس کے کل صفحے ۶۲۸ ہیں۔

(۶) تفسیر کبیر جلد ۶ جزو ۴ حصہ دوم۔ سورۃ الشمس تا زلزال پر مشتمل ہے اور ۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ کو کتابی صورت میں منصہ شہود پر آئی۔ اس کے ۲۷۴ صفحے ہیں۔

(۷) تفسیر کبیر جلد نمبر ۱ سورۃ البقرۃ کے پہلے ۹ رکوع پر مشتمل ہے۔ ۲۳ مئی ۱۹۴۸ء کو شائع ہوئی۔ کل صفحے ۵۴۸ ہیں۔

(۸) تفسیر کبیر جلد ۶ جزو ۴ حصہ سوم۔ سورۃ عادیات تا سورۃ کوثر پہ مشتمل ہے اس کے ۵۰۰ صفحے ہیں۔ اور ۲۵ دسمبر ۱۹۵۰ء کو شائع ہوئی۔

(۹) اُردو بامحاورہ ترجمہ پر مشتمل جامع مختصر معرکۃ الآرا تفسیر۔ تراجم قرآن کریم میں یکتا مقام کی حامل ہے۔ ۱۹۵۷ میں عام کاغذ پہ شائع ہوئی۔ اس کے ۱۳۰۴ صفحات تھے۔ ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ کو اس کا عکسی ایڈیشن شائع ہوا۔ جو ۸۵۲ صفحوں پہ مشتمل ہے۔

(۱۰) تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ اوّل سورۃ

* [illegible] کو اپنا حرف کا نام ہے اس میں ان کا بڑا حصہ ہے خدا تعالیٰ انہیں نئے عزم بھی دیتا ہے مگر ان کا کام بہت بڑا ہے ہم انہیں خراج تحسین ادا کرتے ہیں۔

تیج، سورۃ مومنون، اور سورۃ نور کی تفسیر ہے ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔ جو ۵۳۸ صفحوں پر مشتمل ہے۔

(۱۱) تفسیر کبیر جلد ۵۔ سورۃ مریم، سورۃ طٰہٰ، اور سورۃ انبیاء کی تفسیر ۱۹۵۸ء کو طبع ہوئی۔ اور اس کے ۵۷۹ صفحے ہیں۔

(۱۲) تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ دوم۔ سورۃ الفرقان اور سورۃ الشعراء پر مشتمل ہے۔ اور ۱۹۵۹ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کے کل ۵۰۸ صفحے ہیں۔

(۱۳) تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ سوم سورۃ نمل، سورۃ قصص، اور سورۃ عنکبوت کی تفسیر ہے اور اس کے ۳۹۰ صفحے ہیں۔ اور یہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۰ء کو شائع ہوئی۔

(۱۴) تفسیر کبیر جلد ۱ سورۃ بقرۃ کے دسویں رکوع سے رکوع نمبر ۲۰ کی تفسیر حضور کے درسی نوٹوں کی مدد سے تیار کی گئی۔ حضرت مولوی محمد یعقوب زود نویس اور حضرت مولانا جلال الدین شمس نے اسے مرتب کرنے پر بڑی محنت اور عرق ریزی سے کام لیا۔ آپ کی معاونت مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے کی۔ یہ تفسیر ۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء کو شائع ہوئی۔ اور کل ۶۶۰ صفحوں پر مشتمل ہے۔

آئیے اب حضور کی تفسیر کے چند معنوی کمالات کا ذکر بھی ہو جائے۔ طوالت سے بچنے کے لئے ہم صرف تفسیر صغیر کے چند نمونے اور ان کا دیگر تفسیروں سے موازنہ پیش کر رہے ہیں۔

قرآن کریم عصمت انبیاء علیہم السلام کا داعی ہے۔ یہ اصول مدنظر رکھتے ہوئے۔ حضرت مصلح موعود نے آیت قرآنی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ (الحج آیت ۵۳) کا یہ ترجمہ فرمایا ہے۔ "اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا نہ نبی مگر جب بھی اس نے کوئی خواہش کی۔ شیطان نے اس کی خواہش کے راستہ میں مشکلات ڈال دیں۔" اس خوبصورت ترجمہ کے مقابلہ میں۔ مولانا فتح محمد خان جالندھری یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

"اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر اس کا یہ حال تھا کہ جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا۔"

اسی طرح عصمت انبیاء کا مضمون مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے آیت "ولقد ہمت بہ و ہم بہا۔ یوسف آیت ۲۵ کا یہ ترجمہ فرمایا ہے۔

اور اس عورت نے اس کے متعلق (اپنا) ارادہ مکمل کر لیا اور اس (یوسف) نے بھی اس کے متعلق (اپنا) ارادہ (یعنی اس سے محفوظ رہنے کا) پختہ کر لیا۔ اس ترجمہ کی صداقت بعد کی آیات۔ یعنی کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ۔ اور وَلَقَدْ رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ فَاسْتَعْصَمَ۔ اور یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِکِ اور حَاشَ لِلّٰہِ مَا ھٰذَا بَشَرًا اِنْ ھٰذَآ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ سے ثابت ہوتی ہے۔

اس حصہ کی جو تفسیر بعض سابق مفسرین کی طرف منسوب کی گئی ہے ہمارے قلم میں سکت نہیں کہ اسے ضبط تحریر میں لاسکیں۔ زمانہ حال کے چند تراجم بطور نمونہ پیش ہیں۔

جناب مولانا عبدالماجد دریا بادی لکھتے ہیں:-

"اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور انہیں بھی اس عورت کا خیال ہو چلا تھا۔"

اور مولانا فتح محمد خان جالندھری یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

"اور اس عورت نے ان کا قصد کیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا۔"

مولانا اشرف علی تھانوی قادری چشتی نے یہ ترجمہ کیا۔

"اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔

"معناہ وَلَقَدْ ھَمَّتْ بِمُخَالَطَتِہٖ۔ وَھَمَّ بِمُخَالَطَتِھَا (تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۱۰۷) یعنی اس عورت نے جو عزیز کی بیوی تھی بھی برا فعل کروانا چاہا۔ اور حضرت یوسف نے بھی اس عورت سے برا فعل کرنا چاہا۔

یہی معنی علامہ بیضاوی نے بھی کئے ہیں۔ (تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۱۳۰) اور اس سے اگلی آیت لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْھَانَ رَبِّہٖ سے متعلق لکھا ہے۔ وَقِیْلَ تَمَثَّلَ لَہٗ یَعْقُوْبُ عَاضًّا عَلٰٓی اَنَامِلِہٖ وَقِیْلَ قِطْفِیْرُ وَقِیْلَ نُوْدِیَ یَا یُوْسُفُ اَنْتَ مَکْتُوْبٌ فِی الْاَنْبِیَآءِ وَتَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَھَآءِ۔ کہ بعض نے کہا ہے کہ حضرت یوسف کے لئے ان کے والد حضرت یعقوب اپنی انگلیاں کاٹتے ہوئے متمثل ہو کر آ گئے۔ بعض نے کہا ہے کہ زلیخا کے خاوند قطفیر آ گئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت یوسف کو یہ آواز آئی تھی کہ اے یوسف تو تو انبیاء میں لکھا گیا ہے۔ اور کام نادانوں جیسے کرتا ہے۔ ایسا ہی تفسیر جامع البیان میں ہے کہ حضرت یوسف برائی کا ارادہ رکھتے تھے۔ (تفسیر جامع البیان جلد ۲ صفحہ ۲۰۳) اور تفسیر جلالین میں بھی یہی ذکر ہے کہ حضرت یوسف کا ارادہ جماع کرنے کا تھا۔ (تفسیر جلالین صفحہ ۱۲۷)۔

ہماری رائے میں مفسرین کو یہ غلطی چار وجوہات سے لگی۔ ایک تو زمانہ سابق میں بیشتر مفسرین اس امر پر ناز کیا کرتے تھے کہ گو ہم ایک نئی کتاب تفسیر تو تالیف کر رہے ہیں لیکن اس میں ہمارا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ ہم نے صرف سابق تفاسیر یکجا کر دی ہیں۔ چنانچہ جو غلطی ایک مفسر سے ہو گئی بعد کے مفسرین اسی کو پیٹتے رہے اور یوں غلطی پہ غلطی ہوتی رہی۔

دوسری وجہ یہ کہ اسرائیلیات پہ اندھا دھند اعتماد کرتے ہوئے مفسرین نے انہیں بے دریغ اپنی طرف منسوب کر کے قلم بند کیا۔

تیسری وجہ یہ کہ مفسرین نے عصمت انبیاء کا مضمون سمجھے بغیر بائبل کی تقلید کرتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کے مقام اور شرف کے سراسر خلاف رطب و یابس جمع کر کے اس پہ ناز کرنا شروع کر دیا۔ درآنحالیکہ یہ تعیین کرنا از بس ضروری تھا کہ ان کی تفاسیر کہاں کہاں خود قرآن کریم کی نص صریح کے خلاف ہیں۔

اور چوتھی وجہ ایسی فاش غلطیوں کی بے حد افسوسناک ہے۔ اور وہ یہ کہ بعض مفسرین کی وفات کے بعد ان کے حاسدوں نے ان کی تفاسیر میں تحریف کر کے ایسی ایسی باتیں ان کی طرف منسوب کیں جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ تفسیر درمنثور۔ جو علامہ سیوطی کی تفسیر ہے۔ اس میں اس آیت کی ایسی فحش تفسیر درج ہے کہ عقل انسانی یہ تسلیم کرنے کو ہرگز تیار نہیں ہو سکتی کہ ایک مجدد وقت نے ایسی تفسیر لکھی ہو۔ وہ وجود جن کا کام ہی یہ ہو کہ وہ مسلمانوں کی اصلاح کریں اور ان کی غلطیوں کا ازالہ کریں۔ وہ اپنے منصب کے خلاف کیسے کام کر سکتے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے "مثیلہ و خلیفتہ" کے عظیم الشان منصب پہ فائز کر کے تفسیر قرآن کریم میں تجدید کا کام لیا۔ اور سابق مفسرین کی غلطیوں سے قرآن کریم کا چہرہ پاک صاف کر کے ایسے نکھار کے پیش کیا کہ غیر تو غیر خود بڑے بڑے مسلمان کہنے لگے کہ ہمیں تفسیر کبیر پڑھ کے پہلی بار اسلام سے روشناسی ہوئی ہے۔

دُعائے مغفرت

● مکرم عبدالحکیم غلام احمد صاحب مونگھیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے والد صاحب محترم عبدالکریم رضی احمد آف مونگھیر ۲۹ [illegible] بروز جمعہ ۶ بجے شام وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دُعا ہے۔

● مکرم سراج احمد صاحب سراج برہ پورہ بھاگلپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے ماموں مکرم منظور علی صاحب جو کراچی میں ریڈیو سٹیشن کے چیف کنٹرول تھے اچانک وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ ایک لڑکا دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں مرحوم نہایت مخلص نیک اور سلسلہ کے خادم تھے۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دُعا ہے۔

(ادارہ)

قسط نمبر ۱۷

پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے دردناک اور ایمان افروز تاثرات

پاکستان کے احمدیوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں وہ قسط وار شائع کئے جا رہے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کے احمدیوں کی جان و مال اور عزت کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور ان درندہ صفت انسان کہلانے والوں کو انسانیت کا سبق سکھائے۔

احباب کرام کو یہ بھی مرکزی ہدایت ہے کہ ان اطلاعات کے حوالہ سے پاکستانی حکومت خصوصاً پنجاب کی حکومت کو خطوط لکھوائیں کہ جماعت احمدیہ کے افراد کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس کی روک تھام کی جائے۔ مغربی پنجاب میں ہونے والے واقعات کے متعلق خاص طور پر حکومت مغربی پنجاب کو خطوط لکھوائے جائیں۔

خطوط میں یہ حوالہ دینے کی ضرورت نہیں کہ یہ اطلاعات کس ذریعہ سے موصول ہوئی ہیں۔ نہ یہ حوالہ دینے کی ضرورت ہے کہ متاثرین نے یہ خطوط حضور انور کی خدمت میں لکھے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے رسائل میں بھی جو مختلف زبانوں میں شائع ہوتے ہیں، تاثرات کے تراجم قسط وار شائع ہونے چاہئیں۔
کارروائی کی ایک ایک کاپی پریس کمیٹی قادیان کو بھی بھجوائی جائے تاکہ حضور انور کی خدمت اقدس میں بھجوائی جا سکے ——— (ایڈیٹر)

٭ — مکرمہ شمیم اختر صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ چک سکندر) اپنے ایک عزیز کے نام خط میں گاؤں کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ

"..... ڈاک کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا ہے۔ دوسرے گاؤں یا شہروں میں جانا بہت مشکل ہے ...... کسی بھی احمدی کو گاؤں واپس آنے کی اجازت نہیں ہے۔ احمدیت کے دشمن کا ظلم انتہا سے بڑھ گیا ہے۔ ہم صرف پانچ احمدی عورتیں گاؤں میں موجود ہیں۔ میں اور میری دو پھوپھیاں اور دو اور مستورات، جن کا تعلق ہماری ہی فیملی سے ہے۔ ان دونوں مستورات کو پچھلے دنوں میں چک سکندر کے غنڈوں نے محافظ ختم ہوتے کے بعد پھر دوں نے اس قدر زدوکوب کیا کہ کوئی انتہا نہ چھوڑی۔ قریبی گاؤں دھوریہ والوں نے انہیں پیغام بھیجا کہ اب شرم کرو۔ اسلام کے نام پر عورتوں پر ظلم نہ کرو۔ پولیس رپٹ ہی نہیں درج کرتی تھی۔ پھر دھوریہ کے لوگوں نے اپنی ذاتی کوشش سے رپٹ درج کروائی لیکن کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ......

موصوفہ ماسٹر مظفر احمد صاحب کی اہلیہ ہیں جو کہ بوڑھے والد اور دو بھائیوں کے ہمراہ جیل میں ہیں۔ وہ مزید لکھتی ہیں کہ

"... میرے پاس تین بچے بھی ہیں جن کی عمریں ۲½ سال سے ۷ سال کی ہیں۔ ... میں نے ۱۷ جولائی کو گاؤں چھوڑ دیا تھا لیکن میری پھوپھی جو گاؤں چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھی اور اب بھی نہیں ہیں، ان کی خدمت کے لئے ماسٹر صاحب نے مجھے دوبارہ چک سکندر بھیج دیا۔ لیکن ... وقت دن بدن سخت سے سخت ہوتا جا رہا ہے۔ ظالم دشمن کا حوصلہ بلند ہوتا جا رہا ہے ......"

(اقتباس از خط مکرم مظفر احمد صاحب ظفر مغربی جرمنی محررہ ۱۹/۱۱/۸۹)

٭ — ملتان سے مکرم محمد یعقوب طاہر صاحب اپنے مکتوب محررہ ۹/۹/۸۹ میں لکھتے ہیں۔

"یہ عاجز جون ۱۹۷۸ء میں پاک ایئر فورس میں بھرتی ہوا تھا۔ اس وقت میں نے اپنے کاغذات میں حسب دستور مسلمان لکھا اور چیک فارم جو ہر سال پُر ہو کر جاتے تھے (A.F.H.Q) بھی ان میں مسلمان لکھتا رہا اور پھر جب ۱۹۸۵ء سے ایکٹ C 298 کی وجہ سے میں نے چیک فارم میں احمدی لکھنا شروع کر دیا اور ۸۸ء تک احمدی ہی لکھتا رہا۔ تب اعلیٰ افسران نے یہ واویلا شروع کر دیا کہ تم نئے احمدی ہوئے ہو یا تم نے فراڈ کیا ہے۔ تم مسلمان تھے اور اب احمدی ہو گئے ہو۔ اس لئے ہم آپ کو ڈسچارج کر دیں گے یا اپنے آپ کو مسلمان کہو اور احمدی لکھنا چھوڑ دو۔ لیکن میں نے ان کی بات نہ مانی اور اپنے آپ کو احمدی ہی لکھتا رہا ..... لیکن اب ۱۹ مئی ۱۹۸۹ء سے مجھ کو (VII) III A.F. Act 1953 کے تحت سروس سے ڈسچارج کر دیا گیا ہے اور مجھے میرے جائز واجبات سے بھی کچھ ادا نہیں کیا گیا۔ اس گیارہ سالہ عرصہ میں ڈیوٹی کے دوران شور کوٹ بیس میں ایک موٹر سائیکل ایکسیڈنٹ میں میری دائیں بازو کہنی سے ٹوٹ گئی۔ ہسپتال والوں نے اپریشن کر کے گول ہڈی کو نکال دیا جس کی وجہ سے میری بازو صحیح طور پر کام بھی نہیں کر سکتی۔ اس ایکسیڈنٹ کے بعد میرے لئے بورڈ بھی بیٹھا۔ لیکن مجھے کیٹیگری 'C' بھی نہ دیا۔ ان دنوں بالکل فارغ ہوں۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بوڑھے والدین میرے زیر کفالت ہیں ..... "

(اقتباس از خط مکرم محمد یعقوب طاہر صاحب کوارٹر نمبر ۱۱۱ نشتر کالونی نشتر ہسپتال ملتان)

٭ — مکرمہ فوزیہ تبسم صاحبہ بنت مکرم محمد رفیق صاحب ملک آف محمود آباد جہلم، ربوہ میں مرکزی اجتماعات کے انعقاد اور پھر منسوخی کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خط میں لکھتی ہیں :-

"ربوہ ... میں اتنی زیادہ رونق تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے انسانوں کا سیلاب امڈ آیا ہو۔ جمعہ کے دن تین بجے خدام و لجنات کا اجلاس شروع ہوا لیکن ہفتے والے دن اجلاس پر مکمل پابندی لگا دی گئی۔ لیکن جب لجنات کو اس کی اطلاع دی گئی تو ہر طرف سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ سب عورتیں خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کر رہی تھیں۔ دل تو پہلے ہی دکھے ہوئے تھے اوپر سے یہ واقعہ۔ جس کی طرف دیکھو۔ بس یوں لگتا تھا کہ ابھی چھلک پڑیں گی۔ چک سکندر کے مظلوموں کو دیکھ کر دل بہت دکھا لیکن وہ لوگ بہت باحوصلہ ہیں ان کی خواتین سے ملاقات ہوئی تو ان کے منہ سے سوائے الحمد للہ کے اور کوئی بات نہیں نکل رہی تھی۔ ان کی بچیوں نے درد بھری نظمیں پڑھ کے سنائیں۔ جس دن جلسے پر پابندی لگی، اسی دن لوگ واپس جانے شروع ہو گئے۔ اس سے اگلے دن ربوہ کی سڑکیں اور بسیں اس طرح خالی ہو گئیں کہ دل میں ہول اٹھنے لگے اور آنسو خود بخود جاری ہونے لگے بچوں بڑوں کا سب کا ایک سا ہی حال تھا۔ سب کے چہروں سے دکھ ہویدا تھا۔ مگر ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے دل پر صبر کی بھاری سلیں رکھ لی ہیں۔ ۲۲ کی شام کو ہی ہم نے بھی واپسی کا ارادہ کیا۔ جب ہم گاڑی میں سوار ہوئے تو اس وقت خدام نے نعرے لگائے۔ خدا گواہ ہے کہ ہم لڑکیاں جو گاڑی میں تھیں، خدام بھی تھے۔ ہم نے ایک دفعہ اللہ اکبر کہا مگر ہمارے منہ سے اللہ اکبر کی بجائے چیخیں نکل گئیں۔ ..... ہم عورتیں اور ہمارے خدام گاڑی میں کھڑے تھے مگر کسی نے ہمیں جگہ نہیں دی۔ بڑی مشکل سے ہم نے تنگ تنگ بیٹھ کے سفر کیا مگر ہمارے چہروں پر تھکاوٹ کے آثار بالکل نہیں تھے۔ البتہ اداسی اور دکھ کے سائے ضرور تھے ....."

(اقتباس از خط مکرمہ فوزیہ تبسم صاحبہ بنت ملک محمد رفیق صاحب محمود آباد جہلم)

٭ — چک سکندر کے دو بچے عزیزم عرفان نصر اللہ (متعلم جماعت ہفتم) اور عزیزم اکرام اللہ (متعلم جماعت چہارم) نے اپنے الگ الگ خطوط میں ایک ہی مضمون بایں الفاظ تحریر کیا ہے کہ

"میرا اصل گاؤں چک سکندر ہے۔ لیکن ظالموں نے جب ہمارے گھر جلا کر ہمیں گاؤں سے نکال دیا تو اس کے بعد ہم تمام بہن بھائی اپنے نانا ابو کے گھر کھاریاں میں رہ رہے ہیں۔ اب ... دین کو بدنام کرنے والے یہ نام نہاد مسلمان یہاں کھاریاں میں بھی یہ کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔"

(اقتباس از خطوط (۱) عرفان نصر اللہ (جماعت ہفتم)
(۲) اکرام اللہ (جماعت چہارم)
معرفت چوہدری غلام رسول کسانہ۔ محلہ جامع مسجد عالمگیری کھاریاں)

(باقی آئندہ)

میلا پالم میں احمدیہ دارالتبلیغ کا افتتاح

بین المذاہبی کانفرنس - پانچ افراد کا قبول احمدیت

رپورٹ مرتبہ :- محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج مدراس

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے اس پہلے سال میں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میلا پالم کو ایک وسیع و عریض اور جاذب نظر مشن ہاؤس عطا فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس دارالتبلیغ کی تعمیر میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص دعاؤں اور حضور انور کے احسانِ عظیم کا بہت بڑا دخل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور اقدس ایدہ اللہ کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور حضور کا مبارک سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے۔ آمین

اس نہایت پُر مسرت تقریب میں شرکت کے لئے تامل ناڈو کی جماعتوں کے سینکڑوں نمائندگان کے علاوہ تامل ناڈو کے مختلف اطراف میں منتشر بہت سارے احمدی احباب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعہ یہ تقریب عمل میں لائی گئی۔ صبح ۸ بجے مشن ہاؤس کے باہر لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا کی گئی۔ چونکہ اس دن یوم جمہوریت بھی تھا۔ اس وجہ سے ساتھ ہی نیشنل فلیگ بھی لہرایا گیا۔

افتتاح :- ٹھیک بارہ بجے خاکسار نے مشن ہاؤس کا افتتاح کیا۔ اس وقت سینکڑوں حاضرین نے نعرۂ تکبیر اور دیگر اسلامی نعرے پُر زور آواز میں بلند کئے۔ اس کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کروائی۔ بعد میں تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

بیعت :- اس موقع پر پانچ سعید روحوں کو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ آمین

خاکسار نے خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے سال میں اکناف عالم میں جماعت احمدیہ کو حاصل ہونے والے عظیم الشان انعامات کا تفصیل سے ذکر کیا اور خلافت کی برکات پر روشنی ڈالی۔ جمعہ کے موقعہ پر معقول تعداد میں غیر احمدی بھی حاضر ہوئے تھے۔ نماز جمعہ اور عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد تمام حاضرین و حاضرات کو پُر تکلف کھانا کھلایا گیا۔ نیز گرد و نواح کے غیر مسلم اور غیر احمدی گھرانوں میں بھی تقسیم کئے جانے کے علاوہ غرباء کو بھی کھانا کھلایا گیا۔

بین المذاہبی کانفرنس :- شام کو پانچ بجے مشن ہاؤس کے وسیع و عریض ہال میں خاکسار کی زیر صدارت مکرم حافظ محمد ابو بکر صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم مولوی منیر احمد صاحب کی تعارفی تقریر کے بعد خاکسار نے اس جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ اور امن عالم کے لئے جماعت احمدیہ کی نہایت عظیم الشان پائیدار اور نہایت کامیاب سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔

مکرم حسن ابو بکر صاحب ہیڈ ماسٹر رحمانیہ ہائی سکول شری ایکلینڈ M.Sc. Ph. ڈاکٹر مختار محمد صاحب شری مٹھا اج B. hin ... مکرم عبد القادر صاحب M.A. اور مکرم مولوی محمد علی صاحب نے علی الترتیب سکھ مذہب، عیسائیت، بدھ مذہب، ہندو مذہب۔ اسلام اور ہستی باری تعالیٰ پر نہایت پُر از معلومات اور پُر مغز تقریریں کیں۔ آخر میں خاکسار نے تقریباً ایک گھنٹہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عنوان پر صدارتی تقریر کی۔

مکرم مفتاح الاسلام صاحب کے شکریہ ادا کرنے اور خاکسار کی اجتماعی دعا کے ساتھ ٹھیک ۹½ بجے یہ جلسہ نہایت شان و شوکت سے اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ میں احمدیوں کے علاوہ ہندو، عیسائی اور غیر احمدی بھی معقول تعداد میں حاضر تھے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مشن ہاؤس کے افتتاح اور اس بین المذاہبی کانفرنس کے بارے میں اخبارات میں اور آل انڈیا ریڈیو پر بھی خبریں نشر ہوئیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دارالتبلیغ کو بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ اور تبلیغ کا اہم مرکز بنا دے آمین۔ اس موقعہ پر جماعت ہائے احمدیہ میلا پالم، کوٹار اور شنکرن کوئل نے مناسب حال لٹریچر کثیر تعداد میں تقسیم کئے تھے۔ خدا تعالیٰ ان سرگرمیوں کا دیرپا نتیجہ عطا فرمائے۔ آمین

پروگرام دورہ مکرم محمود احمد صاحب ملکانہ

برائے

صوبہ یو پی (U.P.)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ تحریکِ جدید عالمگیر فتح اسلام کے لئے جہاد کبیر اور صدقہ جاریہ ہے۔ تحریکِ جدید کے ہر مجاہد کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ ادب و احترام کے ساتھ زندہ رہے گا۔ اضافہ و وصولی چندہ کے لئے موصوف درج ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کریں گے جملہ احباب جماعت، عہدیداران جماعت مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ مخلصانہ تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۱۴ ۲/۹۰	بہرہ	۳ ۳/۹۰	۱	۴ ۳/۹۰
بجوپورہ	۱۵ ۲/۹۰	۱	۱۶	دھن سنگھ پور	۴	۱	۵
سہارنپور	۱۶	-	۱۶	سمور	۵	۱	۶
انبیٹہ	۱۶	۱	۱۷	موہرحا	۶	۱	۷
				گمہریا	۷	۱	۸
میرٹھ	۱۷	۱	۱۸	سکرا	۸	۱	۹
ہاپوڑ	۱۸	-	۱۸	کونچ	۹	۱	۱۰
امروہہ بسراواں نگر	۱۸	۲	۲۰	رانجھ	۱۰	۲	۱۲
مرادآباد	۲۰	-	۲۰	جھانسی	۱۲	۱	۱۳
بریلی	۲۰	۱	۲۱	پاریچھا	۱۳	۱	۱۴
شاہجہانپور / لودہی پور	۲۰	۳	۲۴	صائغ نگر سیجان	۱۴	۲	۱۶
				سانڈحن	۱۶	۱	۱۷
لکھنؤ	۲۴	۱	۲۵	ننگلہ گھنو	۱۷	۱	۱۸
گونڈہ	۲۵	۱	۲۶	مین پوری	۱۸	۱	۱۹
فیض آباد	۲۶	۱	۲۷	علی گڑھ	۱۹	۱	۲۰
فیروز آباد	۲۷	۱	۲۸	دہلی	۲۰	۳	۲۳
بنارس	۲۸	۱	۱ ۳/۹۰	قادیان	۲۴ ۳/۹۰	-	-
کانپور	۲ ۳/۹۰	۱	۳ ۳/۹۰	-	-	-	-

تقریب شادی

مورخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۸۹ء بعد نماز عصر ربوہ میں برادرم عزیزم چوہدری مبارک احمد صاحب کی تقریب شادی ہمراہ عزیزہ شاہدہ بشریٰ آف سویڈن بنت محترم نظام الدین صاحب مہمان ریٹائرڈ مربی سلسلہ عالیہ آئی۔ مکرم مہمان صاحب کے مکان پر محترم مولانا محمد معین صاحب صحابی نے دعا کروائی۔ مورخہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو محترم والد صاحب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب کی طرف سے تقریباً ساڑھے تین صد افراد کو دعوت ولیمہ پر مدعو کیا گیا۔ رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ مبلغ بیس روپے اعانت بدر کیلئے ارسال ہیں۔

خاکسار۔ حمید احمد ناصر ابن چوہدری محمد عبد اللہ صاحب درویش قادیان

درخواست ہائے دُعا!

● — مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب قمر ۴۰۰ روپے صدقہ اور یکصد روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے خسر محترم ڈاکٹر چوہدری غلام اللہ صاحب، ماڈل ٹاؤن لاہور جو جگر کی خرابی کی وجہ سے بیمار رہیں کی شفایابی کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔ ● — عزیزہ محترمہ امۃ الحفیظ کشور صاحبہ بیگم مکرم سید خالد احمد صاحب آف کنیڈا نزیل قادیان نے ۱۸۰/- روپے کسی مستحق کے نام تین سال کے لئے بدر جاری کرنے کے لئے ادا کرتے ہوئے اپنی چھوٹی بیٹی عاصمہ طلعت سلمہا جو حضورِ انور کی تحریکِ وقفِ نو کے تحت وقف ہے کی رُوحانی جسمانی ترقی کے لئے ۵۰/- روپے بطور شکرانہ اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے لئے اور اپنے شوہر اور بچوں کی رُوحانی جسمانی ترقی کے لئے درخواستِ دُعا کی ہے۔ علاوہ ازیں لکھتی ہیں کہ اُن کے شوہر کے بڑے بھائی ڈاکٹر سید یوسف احمد صاحب پریشانیوں کے شکار ہیں ان کی پریشانیوں سے ازالہ کے لئے خصوصی درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

(ایڈیٹر)

دَوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

زدجامِ عشق -/۱۰۰ جُبوب مفید اٹھرا -/۳۵ روپے

اکسیر اولاد نرینہ (کورس) روشن کاجل

تریاقِ معدہ -/۸ -/۱۵ حبِ جدوار -/۲۰

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ (پاکستان)

اَرۡشِدُوۡا اَخَاکُمۡ
اپنے بھائی کو ہدایت کرو!

AZ
MOHAMMAD RAHMAT,
PHONE:- C/o 393238 / 893518.
SPECIALIST IN ALL KINDS OF
TWO WHEELER MOTOR VEHICLES
45-B. PANDUMALI COMPOUND
DR. BHADKAMKAR MARG.
BOMBAY - 400008.

ارشادِ نبوی ؐ
اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ
اِسلام لا، تو ہر خرابی، بُرائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا!
(مُحتاجِ دُعا)
یکے از ارکین جماعتِ احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

AUTHORISED JEEP Mahindra JOBBERS PARTS
Lucas TVS
AUTHORISED DISTRIBUTORS AMBASSADOR - TREKKER BEDFORD - CONTESSA
AUTHORISED DEALERS PERKINS P3.P4.P6.F6.354

ہر قسم کی گاڑیوں۔ پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پُرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔
ٹیلیفون نمبرز:- 28-5222 - اور - 28-1652

AUTOTRADERS,
16-MANGOE LANE
CALCUTTA - 700001
تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"

آٹو ٹریڈرز
۱۶- مینگولین۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(اِلہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش } عبد الرحیم و عبد الرّؤف - مالکان حمید ساری مارٹ
صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ
(پیشکش)
بُرانی پولیمرز۔ کلکتہ - ۴۶ - ۷۰۰۰
ٹیلیفون نمبرز:- 43 - 4028 - 5137 - 5206

الخیر کلّہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA PHONE :- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15- PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی - ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ

کلکتہ - ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

CALCUTTA - 700073.

PHONES } OFFICE.- 275475
RESI.- 273903

اشفعوا تؤجروا

(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبوی)

RABWAH WOOD INDUSTRIES

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.

DEALERS IN:-

TIMBER TEAK POLES, SIZES, FIRE WOOD.

MANUFACTURERS OF:- WOODEN FURNITURE,

ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.

P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

قائم ہو پھر سے حکم محمدؐ جہان میں ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO.OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA,

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES } OFFICE.- 6348179 } BOMBAY - 400099.
RESI.- 6289389

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

(دُرِّ ثمین)

AUTOWINGS,

آٹوونگس

15 - SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS - 600004.

PHONE NO. 76360.
74350.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی۔ فون نمبر ۶۲۹۴۴۳

خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا۔ اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔" (روحانی خزائن جلد ۱۱۔ انجام آتھم صفحہ ۶۴)

طالبانِ دعا

محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد

پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِيْ إِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے}

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: گرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس بسٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اُڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS

CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt.- BALASORE (ORISSA)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے {ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کے سیل ایجنٹ

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے!

(کشتی نوح)

پیشکش:۔ ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.

CANNANORE - 670001, PHONE NO. 4498.

HEAD OFFICE - P.O. PAYANGADI - 670303. (KERALA)

PHONE NO. 12.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے!

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders,

WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.

SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD-500002.

PHONE NO. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ۳۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

(فون نمبر:۔ ۴۲۹۱۶)

"وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸)

NIR®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

Regd. No P. GDP-6

Registered with the Registrar of News Papers for India at No. R N. 61/57.

Phone No. 35

The Weekly Badr QADIAN 143516

AHMADIYYA MUSLIM

15th FEB. 1990

MUSLEH-E-MAUD NUMBER

PRICE Rs. 3 – 00

BANI®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

25 YEARS

1956-1981

ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : **BANI HOUSE** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)
CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137
CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 27-2186 CABLE: AUTOMOTIVE

دعاؤں کے محتاج : ظفر احمد بانی، مظہر احمد بانی، ناصر احمد بانی و محمود احمد بانی

پسران میاں محمد یوسف صاحب بانی مرحوم و مغفور

Only Title Printed at HAMDARD PRINTING PRESS JALANDHAR